

# الشیعۃ الکادمی

## کتاب جمیان

گوجرانوالہ

۱۵-۹

ریم ۲۴۰۰۰

جلد ۱۱

حضرت مولانا محمد سراج خان صدر  
حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی  
رئیس رائٹ ہربر  
ابو عمار زاہد الرشدی  
مدرس  
حافظ محمد عمار خان ناصر

مدرس منظع  
عامر خان راشدی

توبادل

سالانہ ایک سو روپے  
نی پرچہ پانچ روپے  
بیرونی ممالک سے  
وں امریکی ڈالر سالانہ  
خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد  
پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ  
فون و فیکس 0431-219653  
ایمیل alsharia@hotmail.com  
ویب انڈسٹریز  
<http://www.ummah.net/al-sharia>

رزخانہ اشتراکات

آخری صفحہ دو ہزار روپے  
اندوں صفحہ نائیٹ پندرہ سو روپے  
باہرہ سو روپے  
اندھیں صفحہ عام

### فهرست مضمون

۲	رئیس التحریر	کلمہ حق
۳	مولانا صوفی عبد الحمید سواتی	شاه جبشہ کا قبول اسلام
۴	حامد میر	فیصلہ کن معرکہ
۵	مکرین حدیث کے بارے میں مفتی اعظم سعودیہ کا فتویٰ	مولانا ابو الحسن علی ندوی
۶	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	مولانا ابو الحسن علی ندوی
۷	پوپ جان پال اور یہودیوں کے تعلقات پر ایک اہم رپورٹ	شah عبد العزیز کا تاریخی فتویٰ
۸	مولانا محمد طیب کشیری	مولانا محمد طیب کشیری
۹	عائی مختصر	
۱۰		جرس کارواں
۱۱	رئیس التحریر	تعارف و تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## الشريعة اکادمی کے تعلیمی پروگرام کا آغاز

ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے دین پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے انہیں کا تعقل جس قدر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہو گا اور کی روح کو اسی قدر سکون اور اطمینان حاصل ہو گا۔

سمان خصوصی جناب محمد ایوب قاضی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا انتہا کیا کہ اکادمی کے تعلیمی پروگرام میں دینی تعلیم کے ساتھ سکول اور کالج کے ضروری مضامین کی تعلیم بھی شامل کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی تعلیم ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تا کہ ہم سب بھیت مسلمان اچھی زندگی برکر سکیں اور اپنے حقوق و فرائض سے پوری طرح آگاہ ہو سکیں لیکن اس کے ساتھ عصری علوم اور وقت کے تقاضوں سے آگاہی بھی حاصل کرنی چاہئے تا کہ ہم اپنے فرانش کو منظم طریقہ سے صحیح طور پر ادا کر سکیں انہوں نے اکادمی کے تعلیمی پروگرام پر سرفراز خان صدر دامت برکاتہم نے پندو نصالح کارپوریشن گورنمنٹ کے لیے شریعت جناب محمد ایوب قاضی بطور سمان خصوصی شریک ہوئے اور شرکے علماء کرام اور دینی احباب کی ایک بڑی تعداد نے تقریب میں شرکت کی۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اپنے خطاب میں دینی تعلیم کے اواروں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مدارس دین کے قلعے ہیں اور آج کے معاشرہ میں دینی چیل پل اور رونق اُنہی دینی مدارس کے دم قدم سے ہے۔ انہوں نے اس بات پر نور دیا کہ کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو آج کی مردوں زبانیں بالخصوص انگریزی زبان اور دیگر ضروری علوم بھی حاصل کرنے چاہئیں کیونکہ اس کے بغیر وہ دنیا تک خدا کا دین پہنچانے کا قریبہ موثر طریقہ سے سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ۱۸۶۴ء میں انہیں بعض دینی کافرسوں میں شرکت کے لیے برطانیہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کے دوستوں نے کچھ غیر مسلم انگریز دانشوروں سے ان کی ملاقات کا اہتمام کیا اور ان سے مختلف مسائل پر ترجمان کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے کہ اس موقع پر انہیں اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ وہ اگر انگریزی زبان سے واقف ہوتے تو زیادہ بہتر انداز میں ان کے سامنے اپنا نقطہ نظر بیان کر سکتے تھے کیونکہ ترجمان کے ذریعہ گفتگو اتنی موثر نہیں ہوتی۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک انگریز نے ان سے سوال کیا کہ انہوں نے کہی دنوں تک برطانیہ کے مختلف شہروں کا دورہ کیا ہے تو یہاں کے بارے میں ان کے تماشات کیا ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ آپ کے ہاں جسم کی سولت اور راحت کے لیے تو بت انتظام اور مسلمان موجود ہے مگر دفع کر راحت اور آرام کے لیے کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اس انگریز دانشورو نے اس کے جواب میں سربالیا اور کہا کہ آپ بالکل نحیک کہتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا کہ جس طرح جسم کے لیے آرام اور راحت کی ضرورت ہے، نے طرح روح کے لیے بھی آرام اور راحت

راقم الحروف نے ترجمان کے ذریعہ تعمیری پروگرام کی تفصیلات سے بھی آگاہ کیا اور تیلہ کا تھہ خانہ کی پخت ڈالنے کے بعد مسجد کی تیاری کا کام چاری ہے، اس کے بعد مدرسہ البتات کا (۲۰۰ x ۲۳۰ فٹ) ہال اور اس کے ساتھ فری ڈپنسری کا ہال مکمل کرنے کا پروگرام ہے اور اس کے بعد دیگر شعبوں کی طرف توجہ دی جائے گی ان شاء اللہ

راقم الحروف نے ترجمان کے ذریعہ اخراجات احباب کے رضاکاران تعلوں سے پورے کے جاری ہے یہ اور اب تک ہونے والے اخراجات میں ایک بڑی رقم قرض کی مدد میں حاصل کی گئی ہے جس کی بروقت وابسی ضروری ہے جبکہ تعمیری پروگرام میں ضروری پیش رفت کے لیے مندرجہ رقم درکار ہے

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

## مولانا عیسیٰ منصوری کی تصانیف

- (۱) مقالات منصوری (جلد اول)  
(علیٰ، تکریٰ اور سیاسی موضوعات پر تکلیفی تحریریں)
- (۲) دینی مدارس اور جدید تقاضے  
(دینی مدارس کے نصاب و نظام اور جدید تقاضوں کا مفصل تجزیہ)
- (۳) مغربی افکار اور ان کا پس منظر  
(جدید مشرقی تکریٰ کے ارتقاء کا ہر سچی و علمی جائزہ)
- (۴) تبلیغی تقریریں  
(شرہ آفاق مسلمان الحاج فضل کریم کی تقاریر)

پاکستان	الشريعة اکادمی	ناشر
پاکستان	پاکستان	ورلد اسلامک فورم لندن
پوسٹ بکس ۳۳۰۳	کو جر انوالہ	

## شاہ جب شہزاد کا قبول اسلام

لام نسلی مطہر اور لام بیضاوی مطہر نے حضرت انس بن مالک سے روایت بیان کی ہے اور امام ابن حجر ایں مطہر نے حضرت جابر بن عبد اللہ نے نقل کیا ہے کہ نجراں کے چالیس عیسائی ایمان قبول کر پکے تھے۔ جب شہزاد میں بتیں خوش نصیب ایمان کی دولت سے ملا مال ہوئے، مدینے کے یہودیوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام مطہر سرفراست تھے اور جب شہزاد کے پلاشہنجاشی خود ایمان لے آئے۔ لام نسلی مطہر فرماتے ہیں کہ کہہ سے بھرت کر کے دو قافلے جب شہزاد پہنچے۔ پہلے قافلے میں تو مہاجرین کی تعداد کم تھی تاہم دوسرے ۸۰ افراد پر مشتمل تھا جس میں حضرت عثمان بن عاصی اپنی زوجہ امامہ مطہر کے ساتھ اسی قافلے کے ہمراہ گئے۔ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے حضرت عثمان بن مطہر اور حضرت عقبہ بن حبيب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، اسے حضور علیہ السلام کی ملاقات کا ذیست بھر شوق رہا۔ مگر اس کی یہ حسرت پوری نہ ہو سکی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر نجاشی نے حضرت عثمان بن عاصی کے ساتھ اس کا اپنا پینا بھی تھا، حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیجا تھا۔ جس میں اس کا اپنا پینا بھی تھا، طوفان کی نذر ہو گیا، کشتی ڈوب گئی اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا۔ البتہ اس کے علاوہ ایک اور قافلہ وہاں سے مدینے آیا اور ایمان قبول کیا۔

امام بقوقی مطہر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ نجاشی کی وفات کے وقت وہاں پر ایک بھی مسلمان موجود نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبراہیل علیہ السلام کے ذریعے حضور علیہ السلام کو خبر دی کہ آج نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ وہ صاحب ایمان تھا لذذا آپ اس کی نماز جنازہ ادا کریں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس بات کا عام اعلان فرمایا۔ لوگ باہر عید گدھ میں نکلے، دو بڑی بڑی صیفیں بینیں اور نجاشی کی عائینہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ لام بقوقی مطہر فرماتے ہیں کہ حقیقت میں یہ جنازہ عائینہ نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مدینے اور جب شہزاد کے درمیان موجود تمام پردوے بٹا دیے اور نجاشی کی میت حضور علیہ السلام کو نظر آئے گلی اور اس طرح یہ جنازہ گویا حاضر میت پر ہی پڑھا گیا۔

## ماہنامہ القاسم کا خصوصی نمبر

منقی اعظم حضرت مولانا منقی کنایت اللہ کی یاد میں  
ترتیب و تدوین کے مرافق میں "اکابر کی تحریروں کا وقوع جمیع" ایک  
عکیم تاریخی و ستادیز" اکابر علماء ہند کے رسمات قلم" ہے  
بعض لکھنؤ والہ اکابر علماء اور مہمانخواہ کے احسان گرامی  
ہے مولانا سید صہیب الحمدی ہے مولانا اکابر آزمودہ ہے مولانا سید احمد اکبر الجدیدی  
ہے مولانا سید حنور نعیانی ہے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی ہے مولانا شاہ میر القادر  
رائے پوری ہے مولانا سید مسافر احمد کیانی ہے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری  
ہے مولانا احمد شاہ سعیدی ہے سعیدی کرام اللہ علیہ السلام مولانا قدری محمد حبیب ہے مولانا مسید المأبده  
در تبلیغی ہے مولانا حنفی الرحمن سعدی رضا ہے مولانا عزیز علی شیخ الادب ہے مولانا مسید  
ازمر شاہ قیصر ہے مولانا مسید احمد ندیمیانی ہے مولانا علی مسید مسید مسید مسید مسید مسید  
حیدر عالمی مولانا ہے مولانا حسین چاہی ہے مولانا حسین احمد فردی ہے مولانا مسید محمد سیفی مولانا  
مسید سلیمان ندوی ہے ملٹی مر غوب احمد بیچوری۔

القاسم کے سالانہ خریدار ہی اور خصوصی نمبر منت محتوا مل کر جائے

برائی رابطہ

ماہنامہ القاسم خالق آباد جامد ہائی بریڈ پوسٹ آفس برائی نو شرہ

فون و ٹکس : 630237 - 630611 - 0923

## فیصلہ کن معرکہ

آسان پر بجیب کام لور پیچے زمین پر نشانیاں یعنی خون آگ اور دھوئیں کا باول دکھاؤں گا۔ سورج تاریک اور چاند خون ہو جائے گا۔” (اعمال باب ۲ آیات ۷۶-۷۷) مسلمان انجلی کو تحریف شدہ سمجھتے ہیں لیکن اس کتاب کا یکسرنا قابل اعتماد ہوتا ممکن نہیں۔

مولانا عطاء الرحمن فاروقی نے اپنی تصنیف ”المختصر المدی“ میں حضرت حذیفہؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی کریمؐ نے قیامت کی یہ نشانیاں تائیں (۱) دھواں (۲) دجل (۳) وابستہ الارض (۴) پیغمبر سے سورج کا لکھنا (۵) حضرت عیسیٰ کا نزول (۶) یا بوجوں مابخونج کا سامنے آتا (۷) تین مقامات پر لوگوں کا زمین میں دھنس جاتا۔ یہ نشانیاں ایک ساتھ ظاہر نہیں ہو گی بلکہ پاری پاری ظاہر ہوں گی۔ غور کریں تو جس دھوئیں کا ذکر انجلی اور احادیث نبویؐ میں ہے، وہ دراصل کہ ارض پر پھیلنے والی ماخولیاتی آلودگی کی چادر ہے جسے اوزون بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شامی ہو گا۔ میری امت اس کے زمانہ میں بست خوش حالی دیکھے گی۔ مولانا مودودی کی تفہیم القرآن کی جلد چارم میں نبی کریمؐ کی پیشین گوئیوں کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ دجل کے ظہور کے لیے حالات پیدا ہو چکے ہیں جو یہودیوں کا ”صحیح موعود“ بن کر اٹھے گا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کی ایک حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ مام مددی کے ساتھ مل کر دجل کا خاتمہ اور نفاذ اسلام کریں گے۔

احادیث نبویؐ اور آسمانی کتابوں کی روشنی میں ہند اور ابراہیل کے اتحاد کی وجوہات سمجھ آتی ہیں۔ کچھ لوگ ان یا توں کو مذاق میں ہال دیں گے لیکن جو لوگ ان یا توں پر یقین رکھتے ہیں، انہیں اس معرکے کے لیے تیار رہنا چاہیے جو آہستہ آہستہ قریب آ رہا ہے اور تیاریوں کا بڑےین طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے فرقہ وارانہ نسلی اور علاقائی اختلافات پر متحد ہو جائیں۔

(ب) شکریہ اوصاف اسلام آباد)

جن اور باطل آہستہ آہستہ ایک فیصلہ کن معرکے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگر وہ چاہیں بھی تو اس معرکے سے پسلو نہیں بچاسکتے۔ احادیث نبویؐ میں اس معرکے کی جو نشانیاں ہلتی ہیں، وہ تجزی کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔ نبیؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ”فیصلہ فرمایا“ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک وہ جو ہند کے مقابلہ میں جماد کرے گا اور دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ”تمہارا لٹکر ہند کے خلاف جماد کرے گا“ اللہ تعالیٰ اس لٹکر کو ہند پر فتح دے گا اور وہ ہند کے حکمرانوں کو ہجکڑیوں اور زنجیوں میں طوق ڈال کر لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس لٹکر کے گناہ معاف کر دے گا۔ جس وقت وہ لٹکر کامیابی کے ساتھ واپس لوئے گا تو اس وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم کو ملک شام میں دیکھے گا۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ”زمین کے اطراف میں خرابی اور بربادی نمودار ہو گی۔ پھر سندھ ہند کے ہاتھوں برپا ہو گا اور ہند کی بربادی چین کے ہاتھوں ہو گی۔ ان تینوں احادیث کو مولانا محمد سرفراز خان صدر نے اپنی کتاب ”نزول اُمّت علیہ السلام“ میں اکٹھا کر دیا ہے۔

مولانا محمد سرفراز خان نے اپنی اس کتاب کا انتساب حضرت عیسیٰ کے نام کیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ اگر وہ زندہ رہے تو ان شاء اللہ یہ کتاب خود حضرت عیسیٰ کی خدمت میں پیش کریں گے اور اگر زندہ نہ رہے تو ان کے متعاقین میں سے کوئی یہ کتاب حضرت عیسیٰ کی خدمت میں پیش کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ مولانا صادب کو حضرت عیسیٰ کا نزول قریب کیوں نظر آ رہا ہے؟ یقیناً اس کی ایک وجہ جہاد کشیر ہے جسے وہ جہاد ہند سے تجیر کرتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ اس جہاد کا حصہ نتیجہ لٹکنے کے فوراً بعد نزول آج ہو گا۔ جہاد کشیر کے باعث ہندوستان اور پاکستان میں ایک بڑی جگہ کے خطرات بڑھ رہے ہیں اور ہندوستان کی نظر سندھ پر ہے۔ دوسری طرف ہندوستان اور چین میں حجاز آرائی بھی بڑھ رہی ہے لہذا ہندوستان کی طرف سے سندھ کو نقصان چکنچے اور چین کی طرف سے ہندوستان کو برباد کیے جانے کے آثار واضح ہو رہے ہیں۔

محمد ذکی اللہ دین شریف نے ”رسول اللہؐ کی پیش گوئیاں“ میں انجلی کا جواہ بھی دیا ہے۔ وہ انجلی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ”اور میں اپر

## منکرین حدیث کے بارے میں مفتی اعظم سعودی عرب کا فتویٰ

وکفیات کے جانے کے بعد اس کے کافر و مرتد ہونے کا تینی فیصلہ کریں گے کیونکہ یہ جماعت اللہ اور اس کے رسول کی ایتیاع کو جھٹاتی ہے اور مومنین کے راستے پر نہیں ہے اور معروف ضروریات دین میں تحریف کرتی ہے۔ اور جو کچھ (اس جماعت) کے بارے پیش کیا گیا ہے، اس بنا پر جو بھی اس جماعت کی ایتیاع کرتا ہے یا اس کی طرف دعوت دیتا ہے یا اُسی بھی وسائل و ذرائع البلاغ کے ذریعے لوگوں کی آراء (سچ و فکر) کو متاثر کرتا ہے، وہ کافر ہے اور دین اسلام سے مرتد ہے اور مسلم حکمران پر واجب ہے کہ وہ اس سے توبہ طلب کرے اور اگر وہ تائب ہو جائے اور اسی (کفری) حرکات سے باز آجائے اور اسلام کی طرف لوٹ آئے تو تمحیک ہے ورنہ ایسے کافر کو قتل کر دیا جائے۔

اور تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس گمراہ جماعت اور اس جیسی دوسری اسلام سے مخفف جماعتوں مثلاً "قادیانیوں" بھائیوں وغیرہ سے بچیں اور لوگوں کو بچائیں۔ اور ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ قرآن و سنت اور ایتیاع صحابہ و تابعین اور ان کے بعد ائمہ محدثین جن کا علم اور دین سے وابستگی ان کی ہدایت یا تحکیم پر گواہ ہیں، کو تھامیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے دشمنوں کو جہاں کسی بھی وہ ہوں، بچا دکھائے اور ان کے کمر و فریب کا ایطال کرے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترن وکیل ہے اور تمام ترقیتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جماں کو پانے والا ہے۔

و سلی اللہ و سلم علی نبی محمد و آل و سبطہ  
سائنسیک رسچ و افقاء کی مستقل کمیٹی  
مہرو و تخطیط

مفتی عام برائے حکومت سعودی عرب  
عبد العزیز بن عبد اللہ بن آل شیخ  
فتوى نمبر ۲۱۱۸، مورخ ۱۳۲۰ ہجری

سعودی عرب کے موجودہ مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن آل شیخ نے اپنے ایک حالیہ فتویٰ میں غلام احمد پروردیز اور اسکی جماعت کو کافر و مرتد قرار دیتے ہوئے مسلم حکمرانوں پر زور دیا ہے کہ وہ مرتدین کے اس نولے کو شرعی سزا دیں تاکہ اسلام کے خلاف اس فتنہ کی سازش کا قلع قع ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب کے فتویٰ کا متن درج ذیل ہے:

طلوع اسلام نامی جماعت کے عقائد و افکار کہ جن کو اس جماعت کے بال غلام احمد پروردیز اور اس کے تیروکاروں نے اپنی کتابیوں اور مضامین کے ذریعے پھیلایا ہے اور بہت سے اسلامی ملکوں میں اس جماعت کے خلاف علیئے مسلمین کی کثیر تعداد کی طرف سے چاری یکے گئے فتویٰ کے بارے میں آگئی کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ جماعت متعدد گمراہیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے اکثر یہ ہیں۔

۱۔ جماعت رسول اللہ ﷺ کو نہ مانتا اور سنت کی محبت (شرعی حیثیت) کا انکار کرتا اور یہ وہم کہ صرف قرآن ہی شریعت کا مأخذ ہے۔

۲۔ ارکان اسلام میں تحریف کرتا جو کہ قرآن و سنت اور ایتیاع امت کے خلاف ہے۔ صلاۃ، زکوۃ اور حج کے ان کے نزدیک خاص مفتی ہیں جیسا کہ یاطنی فرقہ کے لوگ اسلام کے بارے کرتے ہیں۔

۳۔ ارکان ایمان میں تحریف کرتا جو کہ قرآن و سنت اور ایتیاع امت کے خلاف ہے۔ ملا کہ ان کے نزدیک حقیقی دنیا نہیں ہیں بلکہ کائنات کی قوتیں کا حصہ ہیں اور قضا و قدرات کے نزدیک جوysi فریب ہے۔

۴۔ جنت و دوسری خاک ایک جگہ کا ان کے نزدیک حقیقی جگہیں نہیں ہیں۔

۵۔ بحیثیت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے وجود کا انکار کہ ان کے نزدیک وہ ایک تیلی قصہ ہے، حقیقت نہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق کرتا اور ان کا کہنا کہ احکام قرآن عبوری (دقیق) تھے، ابدی نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ اس جماعت نے بہت سے گمراہنے عقائد و افکار اپنائے ہوئے ہیں جن کی طرف یہ دعوت دیتے ہیں اور ان عقائد میں سے ایک یعنی عقیدہ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرنے کے لیے کافی ہے اور اسے مرتدین کے زمروں میں شامل کر دیتا ہے اور یہ تمام عقائد کفریہ تو اور زیادہ ان لوگوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ سو جو مسلمان لوگ ان کے عقائد و افکار کے بارے میں غور و فکر کریں گے، وہ اس جماعت کی ضلالات

## مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی را شنید - شخصیت اور خدمات

ایسے ماحول میں آپ کے گھرانے کی دینی، علمی، روحانی اور مجاہداتی روایات و ماحول نے آپ کے دل و دلاغ پر گھرے اثرات مرتب کیے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”بجھ پر اللہ کی مہربانی تھی اور اس کی حکمت کہ ایسے ماحول میں نشوونما ہوا جو مغلی تندیب و تمدن کی حر طرازیوں اور دل فریبیوں سے محفوظ بکھرے اس کا باقی، افراط و تفریط سے دور، صحیح اسلامی عقائد و تعلیمات سے محصور تھا۔ پھر ایسے اساتذہ سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا جو علمی صفات کے ساتھ ذہنی و فکری آزادی، اخلاقی جرات، نقد و نظر کی صلاحیت وہت سے بسرو در تھے۔ اس ماحول و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ایسی تحریروں کے قبول کرنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی تھی جن میں کمزوری، شرمندگی یا نکست خودگی کے اثرات ہوں یا جو صرف دفاع پر مبنی ہوں۔“ (پرانے چراغ حصہ ۳، صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸)

تیس سال کی عمر میں آپ اچھوتوں کے سب سے بڑے یڈر بیا ایسٹر کو اسلام کی دعوت دینے بھی تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ کا دعوتی سفر اور پیغام نہ صرف بر صیرف بلکہ عرب و عجم، مشرق و مغرب، مسلم و غیر مسلم ہر جگہ اور ہر وقت جاری و ساری رہ۔ آپ نے اپنی دعوت و فکر کا موضوع خاص طور پر عربوں کو بنایا۔ جب آپ نے دیکھا کہ مغرب کا جدید الخادی فتنہ اپنے تمنی، علمی، فکری رنگ میں جدید عرب نسل کو غیر معمولی طور پر متاثر کر رہا ہے تو آپ ترپ اٹھے۔ آپ نے اپنی خداوار بصیرت سے ابتدائی دور سے ہی مغلی فکر و فلسفہ کو اپنی تحریر و تقریر کا موضوع بنایا۔ جلاب اور دلکش عنوان ””رودہ ولا لما بکر لہا“ آپ کی جدوجہد کا عنوان بن گیا۔ اس میں نہ صرف اس فتنہ کی پوری تاریخ کو سمو دیا بلکہ دین کا درود رکھنے والے عرب علماء و مسلح کو تباہ کر رکھ دیا۔ عالم عرب میں آپ کے اس مقابلے کے لائقاً ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب بھی مسئلہ شائع ہو رہے ہیں۔ یہ عنوان آپ نے اس لیے اختیار کیا کہ عرب الیل قلم، ادباء اور مفکرین مغرب کے فکر و فلسفہ اور نظام حیات و تمدن سے بے انتہا متاثر ہو چکے تھے کیونکہ ایک جدید ارتقاء تھا چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

”محبے ایسا لگتا ہے کہ عرب الیل قلم کے اسلوب تحریر اور طرز فکر پر سید جمال الدین الفاظی کے اسکول نے بہت اثر ڈالا۔ وہ جب میدان سیاست میں آتے تو استعماری طاقتوں پر جرات وہت کے ساتھ تحقیق کرتے اور ان پر سخت جملے کرتے۔ نہ سزاویں اور دھمکیوں سے ڈرتے نہ قید و بند اور

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مبلغ کا خاندانی تعلق سادات کے مشور حنفی سلسلہ سے ہے جو نواس رسول ﷺ سیدنا حضرت حسن ہیلو تک پہنچتا ہے۔ ہندوستان میں اس خاندان کی علمی و اوبی اور دینی ولی خدمت کا دائرة صدیقوں کو محیط ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ علام اللہ مبلغ پھر جداً احمد حضرت سید احمد شہید مبلغ آپ کے نامور والد گرامی مولانا عبد الحنفی لکھنؤی جن کی مشور زمانہ تالیف ”زہبت الخواطر“ پورے اسلامی کتب خانہ میں اپنی مثال آپ ہے جس میں بر صیر کے آنحضرت سوالہ دور کے سائز سے چار ہزار سے زیادہ علماء، مسلح، بزرگان دین اور مصنفوں کا جامع تذکرہ ہے۔

آپ کا بچپن ایسے گھرانے میں گزرا جہاں علم و فضل، زہد و تقویٰ، عبادات و ریاضت، سلوگی و قاتعت کی حکمرانی تھی۔ غرض آپ کو بچپن سے علی، اوبی، دینی و روحانی اور مجاہداتی ماحول نصیب ہوا۔ علی آپ نے چھلی کے عرب علماء اور انشا پروداز مولانا خلیل عرب اور مولانا قطب الدین ہلالی مراکش سے پڑھی۔ حدیث شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان نوکی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مبلغ سے، تفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے اور انگریزی لکھنؤی یونیورسٹی میں ایک انگریز سے سیکھی۔ آپ کی اصل تربیت گاہ آپ کا اپنا گھر تھا جہاں بچپن سے ہی دعوت و عزیمت اور اعلانیے کلمت اللہ کے لے جائیں قربان کر دینے کی خاندانی روایات اور سیکھیوں داستانیں ہیں۔ جس زمانہ میں پچھے طوطا میتا کی کہانیاں سننے ہیں، آپ کے گھرانے میں دور صدقی ہلکا و فاروقی ہلکا کے جملوں کے کارناموں پر مشتمل واقعی کی فتوح الشام پڑھی جاتی تھی۔

آپ نے ایسے زمانہ میں آنکھیں کھوئیں جب بر صیر پر انگریز کی حکمرانی پورے شہاب پر تھی اور پورا عالم اسلام یورپ کی سیاسی، عسکری، تندیسی، تعلیمی اور فکری غلائی میں جکڑا ہوا تھا۔ بر صیر اور عالم اسلام کے پیش مصنفوں، مفکرین اور الیل قلم مغلی علم و فتوح اور تندیب و تمدن کے سحر میں جلا تھے۔ خواہ مصر کے شیخ محمد عبدہ، رفائد، مظلوی، قاسم امین ہوں یا بر صیر کے سرید احمد خان، مشی چراغ علی اور محمد علی لاہوری، سب اسی راہ پر جل رہے تھے۔ یہ حضرات مغلی تعلیم و تربیت کے اثرات اور انگریز حکومت کے دببے کی وجہ سے غالباً یہ بحثتے تھے کہ مغلی تندیب و تمدن کی عظمت و شوکت ایک بدیکی و واگی حقیقت ہے۔ اس میں نقد و نظر کی سنجائش نہیں۔ یہ انسانی عقل اور انسانی علم کی ترقی کا آخری نہیں ہے۔

آپ نے عرب عوام، علماء، دانشوروں، حکمرانوں اور پاٹشاہوں تک کو جنجنگوڑ کر کیا کہ تمہارا وجود و پچوان صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کا رہیں ملت ہے۔ اگر ان دو چیزوں سے تعلق ختم ہو جاتا ہے تو پھر عربوں کے پاس کچھ بھی نہیں پہنچتا۔ غرض آپ نے نصف صدی تک عربوں کو جو پیغام دعا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نہیں وجود حدود و خور سے اس کا  
محمد ﷺ علی سے ہے عالم علی  
نہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے عربوں کی کوئی حیثیت تھی اور نہ محمد  
علی ﷺ سے بے گذشت ہو کر ان کوئی حیثیت رہ سکتی ہے۔  
عصر حاضر کے متاز عالم، عظیم دانشور، نامور خطیب و رہنمای علامہ  
یوسف قرنوی لکھتے ہیں۔

"ہم نے شیخ ابوالحسن علی ندوی کی کتابیں اور رسائل میں نبی زبان اور جدید روح محسوس کی، ان کی توجیہ ایسے مسائل کی جانب ہوئی جن کی جانب ہماری نظر نہیں پہنچ سکی۔ علامہ ابوالحسن علی ندوی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمیں الفاظ و موقف کی اہمیت و قیمت سے روشناس کر لیا اور ان سے متاثر ہو کر بعد میں دوسرے مصنفوں نے لکھتا شروع کیا۔ علی اوب میں ان کا ہام مسلم ہے۔ بلا مبالغہ اس وقت آپ کی سلسلہ کا مورخ و ادب عرب و عجم میں تایاب ہے۔ آپ کے علمی و فکری مباحثت تو تسلیم شدہ ہیں ہی، آپ کی علی تحریروں کا حال یہ ہے کہ خود عرب علماء و خطباً آپ کی عبارتوں کو رستے اور حفظ یاد کرتے ہیں اور جمع کے خطبوں تک میں نقل کرتے ہیں حتیٰ کہ حرمین شریفین کے انہر آپ کی عبارتوں کو جمع کے خطبات میں لقت کرتے ہیں۔ آپ کی علی کتابیں عرب ممالک کی یونیورسٹیوں، کالجوں اور اسکولوں میں داخل نصب ہیں۔ آپ کی سیفی زبان شروع ہی سے علی رہتی ہے۔ پھر دنیا کی مختلف زبانوں میں آپ کی کتابیں کے بے شمار ایڈیشن پہنچے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

بالا شہر آپ عالم عرب میں اس وقت محبوبیت و مقبولیت کے انتہائی عروج پر تھے۔ غرض آپ کو عالم عرب میں وہ مقام حاصل ہو گیا جو اس دور میں کسی غیر علی کو حاصل نہ ہو سکا۔ یہ امتیاز و افتخار ہے۔ آپ کو اخلاص و للہیت یہ لوثی و بے نیازی کے ساتھ ساتھ عرب مسائل و مشکلات سے گھری واقفیت، ان سے ولی ہمدردی اور انہیں بروقت جدید فتوں اور خطرات سے خبردار کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔ آپ کی جو کتاب اردو میں دس پندرہ ہزار چھپی، وہ علی میں لاکھوں کی تعداد میں چھپتی رہی۔ عربوں نے آپ کی حیثیت دینی، "غیرت اسلامی" ریاست و روحانیت کی وجہ سے آپ کی بے انتاقدار ولائی کی۔ انہوں نے کھلے دل سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا۔ بقول پروفیسر خورشید احمد صاحب کے، عرب دنیا آپ کی فصاحت و طاقت کا لوہا مانتی ہے۔ غرض آپ کو عربوں میں ایسی مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل تھی کہ جب کسی پڑھنے لکھے عرب کی کسی ہندی

ملک پدر ہونے کو خاطر میں لاتے۔ لیکن وہی لوگ جب مغلی تنصب و تمدن کو موضوع بناتے یا سیاسی نظام، اقتصادی فلسفوں اور عمرانی علوم پر لکھنے بھیتے تو ان کے قلم جیسے تحکم جاتے، زبان لزکڑنے لگتی، اسلوب کمزور پڑ جاتا۔ ان کی تحریروں سے یہ جھلکنے لگتا کہ مغرب ہی ہر چیز میں مثلی نہوں ہے اور ترقی کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ کسی طرح ان کے مقام تک پہنچا جائے اور انہیں کی نقل کی جائے" (پرانے چلغ حصہ ۳، صفحہ ۲۹)

تعالیٰ سے فراست کے بعد جب آپ میدان عمل میں اترے تو آپ کے ساتھ اپنا ملک ہی نہیں پورا عالم اسلام بلکہ پوری دنیاۓ انسانیت تھی۔ آپ کا پختہ عقیدہ اور تینیں کامل تھا کہ جس طرح ہمیں میں اسلام نے دنیا کی رہبری کر کے اسے کامیابی کی راہ و کھلائی ہے، اسی طرح آج بھی صرف اسلام اور قرآن ہی سکتی دم توڑتی انسانیت کے دکھنوں کا مدداؤں بن سکتا ہے۔ صرف وہی موجودہ دور کی گمراہیوں، "جزان و امصار" اناڑکی و خود فرمی سے دنیا کو نجات دلا سکتا ہے۔ آپ نے عربوں کو اسی خواہش اور آرزو سے اپنا مخاطب بنایا کہ وہ نبی علی ﷺ اور قرآن کا دامن تحام کر اپنے داعی ہونے کی اصل حیثیت اور مقام کو بحال کرا کے دنیا کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی تحریر و تصنیف کی ابتداء علی زبان سے کی۔ ابتدائی عمری میں آپ کے مظاہرین پر چھوٹی کے عرب علماء و دانش ور سر دھنے۔ ۱۸ سال کی عمر میں آپ کا پسلا مضمون مصر کے مشہور معیاری رسالہ السنار میں نامور و متاز عالم و صحافی علامہ سید رشید رضا نے اہتمام سے شائع کیا، پھر آپ سے اجازت لے کر اس مضمون کو کتابچہ کی صورت میں الگ سے شائع کیا۔ آپ کا دوسرا مضمون مشہور علی ترجمان "الضیاء" میں شائع ہوا تو اسے پڑھ کر عالم عرب کے عظیم انشا پروداز و ادب و منظر تخلیق ارسلان نے بڑے بلند الفاظ میں مضمون کی سائش و تعریف کی۔ ایک متاز عرب ادب و دانشور و اکثر انور اہمیتی لکھتے ہیں کہ

"سید ابوالحسن علی ندوی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عربوں کی طرف اپنی توجیہ مبنیوں کی، انہیں بیدار کیا۔ انہیں اپنے حقیقی منصب اور ذمہ داری سنبھالنے کی دعوت دی اور انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سرفرازی اسلام کی بدولت عطا کی ہے اور قرآن نے انہیں دنیا کی قیادت کے لیے تیار کیا ہے"

آپ نے بار بار عرب ممالک جا کر ان کے زعماء و مفکرین، علماء و دانشوروں سے مل کی ان کو جنجنگوڑا اور زینیو و میلی ویژن کے ذریعے عوام و خواص، دانشوروں، سلطانیں و شہزادگان کو بڑی جرات و بے باکی سے ان کی کمزوریوں، مغلی تنصب کے تحت آجائے۔ سامراجی طرز تجدو و ترقی پسندان خیالات و نظریات اور رجحانات کے زیر اثر آجائے پر سخت الفاظ میں تحدید کی۔ "السمیعیت" کے ہام سے ہر ملک کو خطاب کیا۔ اسمعی یا مصر اے مصر من، اے سیریا من، اے لالہ صحرا (کوت) من، اے ایران من۔ جزیرہ العرب کا پیغام دنیا کے ہام، دنیا کا پیغام جزیرہ العرب کے ہام۔

فلسطین و عراق کے چونی کے زعماء و مفکرین نے اس صدی کی بیترن کتاب قرار دیا۔ اس کتاب نے ۳۵ سال کی عمر آپ کی شرت و تاموری کو عرب دنیا میں مگر گھر پہنچا دیا۔ مشہور و تامور فاضل، لندن یونیورسٹی میں مل ایشیشن کے پیغمبرین ڈاکٹر بکھم نے ان الفاظ میں اس کتاب کو خراج تحسین پیش کیا کہ ”اس صدی میں مسلمانوں کی نشانہ ہے کی جو کوشش بڑے سے بہتر طریقہ پر کی گئی، یہ اس کامنوتہ اور تاریخی دستادیز ہے۔“

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مبلغہ کا ایک بڑا کارنامہ علماء اقبال کی شاعری اور فکر سے عربوں کو روشناس کرتا ہے۔ آپ کی منفرد اور ویع کتاب روانہ اقبال (علی) اور اس کے اردو ترجمہ ”نقوش اقبال“ کے بغیر سلسہ اقبالیات کی فہرست مکمل نہیں کبھی جا سکتی۔ اگرچہ آپ سے پہلے عزیزم اور عباس محمود نے عالم عربی میں اقبال کو متعارف کرنے کی کوشش کی مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ روانہ اقبال کو پڑھتے ہوئے محضوں ہوتا کہ مولانا ندوی مبلغہ نے فکر اقبال کی بلندی، بلند حوصلگی اور وسعت افلاک میں تجھیں مسلسل کو اپنی زندگی کا حصہ اور مشن بنا لیا ہے۔ غالباً اسی کے پیش نظر جناب ماہر القادری مرحوم نے نقوش اقبال پر اپنے مہتممہ رسالہ فاران میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ

”یہ کتاب اس مجلدہ عالم کی لکھی ہوئی ہے جو اقبال کے مردمومن کا مصدقہ ہے، اس لیے بجا طور پر کما جا سکتا ہے کہ نقوش اقبال میں خود اقبال کی فکر و روح اس طرح مکمل مل گئی ہے جیسے پھول میں خوشبو اور ستاروں میں روشنی۔ پڑھتے ہوئے محضوں ہوتا ہے جیسے شبلی کا قلم، غزالی کی فکر اور ابن سینہ مبلغہ کا جوش و اخلاص اس تقسیف میں کار فرمائے“ واقعہ یہ ہے کہ دینی و عصری علوم کے شناور ہونے کے ناطے علام ندوی کی نگاہ بصیرت نے علامہ اقبال کی خوبیوں اور کملات کا صحیح اور اکیل۔ آپ لکھتے ہیں:

”بسمی پسند و توجہ کا مرکز وہ اس لیے ہیں کہ بلند نظری اور محبت و ایمان کے شاعر ہیں، ایک عقیدہ، دعوت و پیغام رکھتے ہیں، مغرب کی ملادی تندیب کے سب سے بڑے تائد اور پانی ہیں، اسلام کی عقیلت رفت اور مسلمانوں کے اقبال گزشتہ کے لیے سب سے زیادہ فکر مند، تجھ نظر قومیت دوستی کے سب سے بڑے مخالف اور انسانیت و اسلامیت کے سب سے بڑے دایی ہیں۔ جو چیز بھی ان کے فن و کلام کی طرف لے گئی، وہ بلند حوصلگی محبت اور ایمان ہے جس کا حسین امترانج ان کے شعر و پیغام میں ملتا ہے۔ میں اپنی طبیعت و فطرت میں اپنی تیتوں کا دغل پاتا ہوں۔ میں ہر اس لوب و پیغام کی طرف بے اختیار بڑھتا ہوں جو بلند حوصلگی اور احیاء اسلام کی دعوت دیتا اور تحریر کائنات اور تعمیر ال نفس و آفاق کے لیے ابھارتا ہے، جو مرو و فقا کے چیزیات کو غذا دیتا اور ایمان و شعور کو بیدار کرتا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی عقیلت اور ان کے پیغام کی آفاقت و ابدیت پر ایمان

مسلمان سے ملاقات ہوتی تو بسا اوقات اس کا پلا سوال یہ ہوتا کہ ابوالحسن علی ندوی کیسے ہیں؟ تاریخ و تذکرہ آپ کے مطالعہ کا خصوصی موضوع رہا۔ آپ نے اسلامی تاریخ اور اکابرین اسلام کے احوال و سوانح پر اس قدر لکھا کہ اس دور میں پورے عالم اسلام میں اس کی نظریں نہیں تھیں۔ آپ کی تحریروں میں تاریخ و ادب ایک دوسرے سے ہم آغوش نظر آتے ہیں۔ آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ دینی علمی موضوعات پر بھی نمائیت و لکش اور انسانوی انداز میں خاص فرمسائی کی جاسکتی ہے اور دینی تحریریں بھی ابی دیپھی رکھ سکتی ہیں۔ آپ کے اسلوب بیان میں علم و فکر، سمجھیگی و مہانت، اعتماد و حصر اوتھے ہے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی شعلہ کی سی لپک اور طوفان کا سادبیہ بھی محضوں ہوتا ہے۔ آپ کی تحریر سے ولول و ایجاد کی لہر دوڑ جاتی ہیں۔ آپ کے اسلوب نثر کی کشش انگیز توانائی خود آپ کی شخصیت کی مربوں میں ہے۔ آپ کی شخصیت بڑی منتنوع اور ہمہ گیرے جس نے اپنے اندر لکش دین اور ادب کے بہت سارے پھولوں کا عطر کشید کر لیا ہے۔ آپ کی تحریروں اور اسلوب میں آپ کی شخصیت کی طرح مدرس و خانقاہ کی طہانت و سکون بھی ہے، علم و ادب کی جاذبیت و حسن بھی، ساتھ ہی ساتھ تحریک و اجتماعیت کی حرارت و سرگردی بھی ہے۔ یہی جامیعت آپ کی شخصیت کا خاص امتیاز ہے اور آپ کی تحریر کا بھی۔ آپ نے تابع و تذکرہ کو اپنے مطالعہ اور انشاء کا موضوع بنایا تا کہ نئی نسل اسلاف کے کارناموں سے روشنی و حرارت حاصل کر کے دعوت و عزیمت پر سرگرم عمل ہو جانے کا حوصلہ حاصل کرے۔ آپ کے طرز تحریر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے یہاں بے جا جو شکسیں نہیں ملتا جبکہ نور ہر جگہ نظر آتا ہے۔ یہ نور بیان در حقیقت آپ کے فکر و نظر کی دین ہے۔ آپ صاحب نظر بھی تھے اور صاحب دل بھی، جب فکر کے ساتھ ذکر بھی ہو تو کیا کہنا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریروں میں سمجھیدہ و حسین انداز میں نمائیت گئی باقی ملتی ہیں۔ از دل خیز بردل ریزد کی جھلک آپ کی ہر تحریر و تقریر کا خاصہ ہے۔ آپ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد بے کاہے۔ پیش کتابوں کے ترتیبے اردو، فارسی، ترکی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ جب آپ کی پہلی عربی ملکہ کتاب ماذہ خسرو العالم بانحطاط المسلمين مistrum عالم پر آئی تو اس نے عرب دنیا میں بچل مجاہدی دشمن یونیورسٹی کے کلیہ الشریعہ کے ممتاز اسکالر و تامور مصنف استاد پروفیسر محمد المبارک مبلغہ نے اسے اس صدی کی بیترن کتاب قرار دیا اور کہا کہ اگر کسی نے یہ کتاب نہیں پڑھی تو اس کا مطالعہ ناقص رہے گا۔ اس کتاب کے متعلق ایسے ہی تاثرات پیشتر عرب زعماء و مفکرین کے ہیں، جیسے ڈاکٹر يوسف موسیٰ، استاد محمد قطب شہید مبلغہ، علام الشامی قیم محمد، بہجت لیساڑا اور اخوان کے مشہور رہنماء اور اکثر مصنفوں سبائی، عظیم مفکر و عالم استاد علی شطاوی وغیرہ وغیرہ۔ پوری عرب دنیا، سعودی عرب، مصر و شام اور

"ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی اور نظام معاشرت، نظام تمدن اور عالمی قانون مسلط کیا جائے۔ ہم اس کو دعوت ارتاداد بھجتے ہیں اور ہم اس کا اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے دعوت ارتاداد کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ یہ ہمارا شرمی جسموری اور دینی حق ہے۔"

آپ عالم اسلام اور خاص طور سے بھارتی مسلمانوں کو اکثر فاتح مصر حضرت عمر بن عاصی ہی لوگ کا انتباہ و آگئی یاد دلاتے، انتہم فی رباط دائم (تم مسلسل مجاز جگ پر ہو) تھیں ہر وقت چونکا اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بر صیر کے طبق علماء میں شیخ اللہ حضرت مولانا محمود الحسن ملتک صاحب کے بعد علام ابوالحسن علی ندوی واحد شخصیت ہیں جنہوں نے ملکی حدود سے مادرہ ہو کر پوری ملت اسلامیہ اور پوری انسانیت کی فکر کی۔ ۱۹۸۰ء میں ایک رات پے در پے دو بار سرکار دو عالم ملتک کی زیارت ہوئی جس میں سرور دو عالم ملتک نے فرمایا میری خواست کا کیا انتظام کیا ہے؟ اس وقت آپ نے جزل خیاء الحق صاحب کو سرور دو عالم کا پیغام پہنچا کر فرمایا کہ قیامت کے روز دو بار رسالت میں آپ کا دامن ہو گا اور میرے ہاتھ کہ میں نے پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری ادا کر دی تھی۔ آپ فتح کی جگ کے بعد سے سرزنش عرب پر امریکی فوجوں کی موجودگی پر سخت پریشان تھے، وقت سے چند ہفت پہلے جب یہ تاچیر حاضر خدمت ہوا اس وقت فالج کے حملہ کے بعد سے مسلسل تقابہ کے عالم میں تھے۔ کسی صاحب نے پاکستان کے فونی سربراہ پرویز مشرف صاحب کا اخباری بیان نہ دیا جس میں انہوں نے ترکی کے مصطفیٰ کمال اتاترک کو اپنا آئینہ میں وہیرو ہتا کر ان کے نقش قدم پر چلنے کا عنیدہ ظاہر کیا تھا، اس پر آپ ترپ اٹھے اور فرمایا "اس صدی میں اسلام کو سب سے زیادہ تقدیم جس شخص نے پہنچا ڈاہ آتا ترک ہیں۔ کاش کوئی میری کتاب اسلام و مغربیت کی کنکش کا انگریزی لیٹریشن ان تک پہنچا دے (جس میں آتا ترک کے متعلق تفصیلی معلومات ہیں)"۔ میں نے عرض کیا پرسوں میرا پاکستان کا سفر ہے انشاء اللہ کتب پہنچ جائے گی۔ اس پر خوش ہو کر فرمایا میں صحیح سے دعا کر رہا تھا اے اللہ میرے اس کام کے انجام دینے کے لیے کسی شخص کو بیچج دے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیچج دیا اور فرمایا ان شاء اللہ یہ کام آخرت میں آپ کی نجات کے لیے کلفی ہو گا۔ اس کام کی انجام دی ہی کی اطلاع پر انتہائی سرست اور بلند الفاظ میں گرامی نام تحریر فرمایا جو میرے پاس حضرت کا آخری گرامی نہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں آپ کی بہتی پوری ملت اسلامیہ کے لیے ایک سایہ شہزادار اور اس شعر کی صحیح مصدق تھی ع

نیجز چلے کسی پر تڑپے ہیں ہم امیر  
سارے جہاں کا درد ہمارے جگہ میں ہے

جب بھی آپ نے ضرورت محسوس کی، نہ صرف بھارت کے حکمرانوں بلکہ عالم عرب اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کو کلہ حق جرات کے ساتھ کہا۔ یہ اس دور میں صرف آپ کا انتیاز تھا، ورنہ اس زمانہ کے طبق

لاتا ہے"

مarch ۱۹۹۳ء میں جب یہ تاچیر رائے برطی حاضر ہوا تو عشاء کی نماز کے بعد آدمی رات تک اقبالیات پر گفتگو فرماتے رہے اور بر جست اردو فارسی کلام سناتے رہے۔ اندازہ ہوا کہ حضرت مولانا کو اقبال کا تقریباً "سارا کلام ازبر ہے۔ بھگے اقبال کی مشہور نظم جس کا پہلا شعر

لکھا کی بنیاد رہبانت تھی

ساتی کمال اس فقیری میں میری ساکر نوٹ کروائی اور فرمایا آپ مغرب میں رہتے ہیں، اس پر خوب غور و خوض کیجئے، اقبال نے اس میں پورے مغربی فکر و فلسفہ کو سو دیا ہے۔

آپ اپنی علمی و فکری اور میمنی مشغولت کے پاؤصف بھارتی مسلمانوں کی سیاسی و ملی خدمت سے کبھی عاقف نہیں ہوئے، خاص طور پر آخری میں سالوں میں مسلم پر علی لاء بورڈ کے پلیٹ فارم سے بھارتی مسلمانوں کی موثر قیادت اور خدمات انجام دیں۔ آپ کو اپنے ہر دفعہ اوصاف کی بنا پر تمام مکاتب فکر کا بھرپور اعتماد حاصل رہا۔ شاہ بانو کیس کی سمجھی سمجھانے میں آپ کی رہنمائی نے اہم کردار ادا کیا۔ گزشتہ دنوں جب یوپی حکومت نے اسکولوں میں سرسوتی پوجا کا گیت لازمی قرار دے دیا تو آپ کے ایک جرأت منداہ بیان نے ملک کے حالات بدیل دیے اور حکومت کو اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ آپ صحیح معنی میں ایک ایسا روشن چراغ تھے جس کی لو سے ظلم و طغیان کے ایوانوں میں ہچل ہی نہیں قیامت بہا ہو جاتی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں دیوبند کا صد سالہ اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کیا تھا انسانوں کا تھا خصیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ اس اجلاس میں سب سے زیادہ پر محل، موثر، طاقتور اور مجیدان تقرر جو بھارتی مسلمانوں کی ترجمان کی جاسکتی ہے، آپ ہی کی تھی۔ آپ کی یہ تقریر اس اجلاس کی جان اور پیغم کبھی گئی، آپ نے بھارتی مسلمانوں اور حکومت کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ہم صاف اعلان کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ بھی اعلان کریں کہ ہم ایسے جانوروں کی زندگی گزارنے پر ہرگز راضی نہیں جن کو صرف راتب اور تحفظ (سکوریتی) چاہئے کہ کوئی ان کو نہ مارے۔ ہم ہزار بار الی نزدگی گزارنے اور ایسی حیثیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہم اس سر نہیں پر اپنی اذانوں، نمازوں کے ساتھ رہیں گے بلکہ تراویح، اشراق، تجدیح تک پھیلوانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ایک ایک سنت کو یعنی سے لگا کر رہیں گے، ہم رسول اللہ ملتک کی سنت طیبہ کے ایک نقطے سے بھی دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ ہم کسی قوی دھارے سے واقف نہیں، ہم تو صرف اسلامیت کے دھارے کو جانتے ہیں۔ ہم تو دنیا کی تیادت والامات کے لیے پیدا کیے گئے ہیں"۔

گزشتہ دنوں ۲۸، ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء مسلم پر علی بورڈ کے اجلاس دائم بھی میں آپ نے اپنی صدارتی تقریر میں صاف فرمایا:

اس کے بعد آپ مزید وضاحت سے عصر حاضر کی سب سے اتم

ضروت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے طلباء سے فرماتے ہیں:

"اسلام کا مجدد کمالانے کا وہی مستحق ہو گا جو اسلامی شریعت کی برتری ہابت کرے، زندگی سے اس کا پیوند لگائے اور ثابت کرے کہ اسلامی قانون و نعمی قانون اور انسانوں کے تمام خود ساخت قوانین سے آگے ہے، زمانہ سے آگے کی چیز ہے، زمانہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور دنیا نے خواہ کتنی ہی ترقی کی ہو تیکن اسلامی قوانین اس کی رہنمائی کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں، اس کے تمام سوالات کے جوابات دیتے اور انسانی زندگی کے پیدا ہونے والے سائل کا حل ان کے اندر موجود ہے، اس میں ایک بلغ معاشرہ کی تخلیق کی بہترن صلاحیت ہے"

مفتر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت کوئی معنوی شخصیت نہیں تھی۔ ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں اور ملت بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہوتی ہیں۔ علی میاں ایک فرد اور ایک ذات کا ہام نہیں، ایک مشن ایک تحریک اور ایک دعوت اور ایک انقلاب کا ہام ہے۔ آپ کے انقلاب سے علم و حکمت کا آتاب غروب ہو گیا، وہ آتاب جس کی روشنی سے عرب و عجم مستقیم ہو رہے تھے۔ آپ ایک عظیم مفتخر، سورج، عالم دین، علی زبان ولادب کے ماہر، اعلیٰ درجے کے انشا پرداز، سورج نثار تھے۔ مغرب کی جدید تہذیب و تمدن اور اس کے گمراہ کن انکار و نظریات پر کمری اور بیسط نظر رکھتے تھے۔ بر صیر کے واحد عالم دین تھے جن کی تحریروں میں مغلی قلقنہ و فکر کارہ، اس کے زہر کا تریاق بکثرت موجود ہے۔ مغرب کے بہپا کیے ہوئے فلاں اور گمراہ کن نظریات کے خلاف آپ کا بے باک، مدلل اور موثر قلم جراحت و مرہم دونوں کا کام کرتا تھا۔ علی سائل و امور پر آپ کی نظر گرنی اور عینت اور ملت کے اجتماعی سائل سے دل تعلق تھا، ملکی و عالمی، سیاسی و سلطنتی حالات و سائل سے آپ کو وسیع و عینت واقعیت تھی، علی و فکری ہر موضوع پر آپ نے قلم اٹھایا اور جس موضوع پر آپ نے جو لکھا، وہ اس فن کے لیے اخترانی مانا گیا۔ بر صیر کے اس صدی کے اکابر علماء و اہل اللہ جیسے حضرت مولانا محمد الیاس ہٹھی، مولانا احمد علی لاہوری ہٹھی، مولانا حسین احمد مدینی ہٹھی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ہٹھی و دیگر علماء و اہل اللہ کے آپ بیش محبوب و منکور نظر رہے۔ آپ کے شیخ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری کا مقتولہ مشور ہے کہ اگر خدا نے پوچھا کہ دنیا سے کیا لایا تو "علی میاں" کو پیش کر دوں گا۔ آپ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ بر صیر کے اس صدی کے پیشتر اکابر علماء اور اہل اللہ کا تعارف آپ کے قلم سے ہوا۔ اس کے ساتھ ہی تاریخ دعوت و عزیمت کی سات جلدیں لکھ کر اسلام کے چودہ سو سالہ مشاہیر اور اکابرین امت کا تذکرہ ایسے موڑ، دلکش اور تعمیری انداز میں لکھا جس سے نئی نسل بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ آپ کی شخصیت جس طرح علماء دعاویں، صوفیاء کرام اور خانقاہوں میں مسلم تھی، اسی طرح عصری

علماء و مشائخ میں یہ چیز پائید ہو چکی ہے۔

علامہ ندوی ہٹھی کا سب سے نمایاں وصف آپ کا فکری کام ہے۔ آپ کی تحریروں میں مغرب کے گمراہ کن الہوی فکر و فلسفہ کا مسکت جواب اور مدلل رو موجود ہے۔ اس وقت دنیا اور خاص طور پر ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا سائل ہے کہ اقوام عالم اور پوری انسانیت بدھتی سے مغرب کے ان انکار و نظریات کی اسیر بن چکی ہے جس نے علم و فکر، تہذب و تمدن اور ترقی و خوشحالی کے نام پر پوری انسانیت کو وہی آسمانی سے بٹا کر خواہش نفلتی کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ بر صیر کے طبقہ علماء میں جس چیز نے آپ کی شخصیت کو ممتاز کیا، وہ آپ کا یہی کارنامہ ہے۔ مغلی فکر و فلسفہ اور انکار و نظریات کے غلبے نے عالم اسلام کے لیے بے شمار سائل پیدا کر دیے ہیں اور جب تک مغرب کا فکری غلبہ موجود ہے، عالم اسلام بھی سر بلندی، عزت اور غلبہ نہیں پا سکتا۔ آپ ندوہ العلماء کے طباکو خطبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس وقت جس طبقہ کے ہاتھ میں زمام کا رہے، وہ مغلی تہذیب کو مثلی اور انسانی تجربات کی آخری منزل اور حرف آخر سمجھتا ہے۔ وہ اس کو زندگی کی تخلیق کی آخری کوشش سمجھتا ہے اور انسانی سائل کے حل کا آخری کامیاب تجربہ سمجھتا ہے اور اس کو اسلام کے نظام کے قائم مقام خیال کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام کا نظام اپنی ساری اقدامات کو چوڑکا ہے، اب اس کو دوبارہ کارگاہ حیات میں لانے کی رحمت دینا سمجھ نہیں۔ یہ ہے وہ زندہ سوال جو اس وقت ایک شعلہ کی طرح، ایک بھرپوک ہوئی آگ کی طرح تمام اسلامی ممالک میں بھیل چکا ہے اور جس کے اثر سے کوئی طبقہ اور کوئی پڑھا لکھا انسان پورے طور پر محفوظ نہیں ہے۔ یہ ایک سازش چلی آرہی ہے، فکری طور پر بھی، سیاسی و انتظامی طور پر بھی، ہمیں اسی طور پر اس کا مقابلہ کرنا ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن کرنا اور اسلام پر اس کا تین و اپس لانا" دوبارہ یقین پیدا کرنا ہے کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ دے سکتا ہے، قیامت کر سکتا ہے۔ یہ ہے آج کا اصل فتنہ کہ اسلام اس زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ آپ کو یہ ہابت کرنا ہو گا کہ اسلام اس زمانہ کو راہ پر لگا سکتا ہے۔ اس کے لیے آپ کو تیاری کرنی ہے..... آج انہو نیشا، مشرق اقصی سے مراکش تک ویرپ کی سازش سے اسلام پر اعتماد متوجہ کر دیا گیا ہے، اسلام پر عمل کرنے کو فرسودگی، رجاعت پسندی، نیڑا میش ازم سے تحریر کیا جاتا ہے تا کہ ایک پڑھنے لکھنے آؤ کو شرم آئے گے کہ حاشا و کلا وہ نیڑا میش نہیں، آپ کو وہ کام کرنا ہے کہ لوگ سینہ تک کر اور آنکھیں ملا کر یہ کہیں کہ ہاں ہم نیڑا میش نہیں، ہمارے نزدیک نیڑا میش ازم ہی دنیا کو بچا سکتا ہے، ساری خرابی اور سارا فساد نیڑا میش ازم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ کوئی اصول نہیں، کوئی معیار نہیں، کوئی حدود نہیں، صرف نفس پرستی ہے، صرف خواہش پرستی ہے، صرف اقتدار پرستی ہے، اس لیے آپ کو تیاری کرنی ہے۔"

ہیں، اگر پوری دنیا نے اسلام سعودی عرب ترکی پاکستان انڈونیشیا سوڈان وغیرہ وغیرہ کے زماء و رہنمائیں ہوتے تو بھی صدارت کے لیے سب کی زبان پر ایک ہی نام ہوتا اور وہ ملک اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی کا ہوتا۔ اس کے بعد تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے بیک زبان کما حضرت مولانا ہی بورڈ کے تاجیات صدر ہیں۔ اسی طرح بھارت کی تمام یا اسی پارٹیاں آپ کا احترام کرتیں، بھارت کے وزراء اعظم اور وزراء اعلیٰ آپ کے در دولت پر حاضری دیتے، بھارت کی حکومت نے دو بار آپ کو بھارت کا سب سے بڑا قومی ایوارڈ پرم بمحوش اور بھرت رتن رہنا چلا۔ اگر آپ نے قبول کرنے سے بخوبی سے انکار کیا۔ مسلم پرسل لاء کی جدوجہد کے دوران شاهزادوں کیس کے موقع پر بھارتی حکومت نے اسلامی پرسل لاء میں تبدیل کرنے کا ذہن پہنچا جب ایک ناک موقع پر مسلم وفد سے مفتکوں کے دوران جب بھارتی پرائم فشر راجیو گاندھی نے اس دلیل کے ساتھ مسلم پرسل لاء میں ترمیم کا ارادہ ظاہر کیا کہ متعدد عرب ممالک نے اسلامی پرسل لاء میں ترمیم کی ہے تو آپ نے فرمایا الحمد للہ ہم بھارتی مسلم اسلامی کے تعلق خود کنکلیں ہیں، کسی عرب ملک کے محکم نہیں۔ جب راجیو صاحب نے اس مسئلہ میں جامع ازہر (صر) کے علماء سے رجوع کرنے کا عنديہ ظاہر کیا تو حضرت مولانا نے فرمایا الحمد للہ یہاں لیے علماء موجود ہیں کہ اگر ان کا نام جامع ازہر میں لیا جائے تو احرازم میں ازہر کے چوٹی کے علماء کی گروئیں جھک جائیں۔ آپ نے مزید فرمایا بارہا ایسا ہوا ہے کہ دنیا بھر کے مسلم علماء کی سب سے بڑی تنظیم رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) میں پوری دنیا کے مسلم اسکالرز کی رائے ایک جانب اور آپ کے ملک کے ایک اسکالرز کی دوسری جانب ہوتی تب آپ کے ملک کے اسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ کیا گیا اور ساری دنیا کے اسلامی اسکالرز نے آپ کے ملک کے اسکالرز کی رائے کے ساتھ سرجھکا دیا۔ یہ سن کر راجیو صاحب خاموش ہو گئے، اس کے بعد جب انسیں پہ چلا کہ وہ شخصیت انسیں کے حلقہ انتخاب (رائے بولی) کی ہے تو انہوں نے اس پر کتنی بار فخر کا انعام کیا۔ حضرت مولانا کی مفتکوں کے بعد راجیو صاحب نے اسلامی شریعت کی روشنی میں (محلقت کے نفقہ کے) مسئلہ کو معلوم کرنا چلا۔ جب انسیں شخصی بخش جواب ملا تو انہوں نے بھارتی پارلیمنٹ میں اس مسئلہ پر بحث کے دوران کما کر میں نے امریکہ ویورپ سمیت دنیا بھر کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے مگر ۱۹۷۳ سو سال پلے قرآن اور اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں، وہ اب تک دنیا کا کوئی قانون نہیں دے پایا۔ بالآخر انہوں نے کامگیریں کے مہر ان کے نام حکم (لازی حکم) جاری کر کے بھارتی پارلیمنٹ میں مسلمانوں کے مطالبے کے مطابق مل پاس کروا یا۔ اس طرح حضرت مولانا کی شخصیت کی بدولت مسلمان پارلیمنٹ میں پرسل لاء بورڈ کی جگہ بیت گئے، غرض اس دور میں ایسی مقبولیت اور محبوسیت کی کوئی دوسرا نظر نہیں ہیں۔

طبقات، عصری تعلیم گاہوں علی گڑھ، قاہروہ، مکہ، جنباڑا، لندن اور نیویارک میں بھی مقبولیت رکھتی تھی۔ دنیا بھر کے علماء وزعماء، مفکرین و دانشوروں کی حکمران آپ کو عقیدت و عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اپنے اخلاق عالیہ کی بدولت آپ ہر طبقہ میں مقبولیت رکھتے تھے۔ ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے نامہ اعلیٰ ہونے کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن آل ائمہ اسلام پرسل لاء بورڈ کے صدر، آل ائمہ ایلی کونسل کے سربراہ، رابطہ ادب اسلامی (مکہ مکرمہ) کے سربراہ، مدینہ یونیورسٹی کی مجلس مشاورت کے رکن، آکسفورد یونیورسٹی کے اسلامی سنٹر کے سربراہ، جامعہ المدینی (نوٹھمپن) کے سربراہ، دعوت اسلامی کی عالی مجلس اعلیٰ (قاہروہ) کے ممبر، دارالتصفین و شبیل الکیدیبی (اعظم گڑھ) کے صدر، عالی یونیورسٹیوں کی انجمن واقع رباط (مراکش) کے ممبر، مین الاقوامی یونیورسٹی (اسلام آباد) کی ایڈوائزی کونسل کے ممبر، قاہروہ دمشق اور اردن کی علی گیدیبی کے ممبر، اس کے علاوہ یکٹروں علی و دینی اداروں اور تنظیموں کے سربراہ تھے۔ آپ بر صیر کی واحد شخصیت تھے جنہیں دو بار خانہ کعبہ کی کنیتی حوالے کی گئی، اسی طرح شاہ قیصل ایوارڈ دبی (ماریت) کا عالی شخصیت ایوارڈ اور سلطان بروہائل ایوارڈ سے نوازے گئے۔ آپ کے زید اور دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم کہ ان ایوارڈ کے کروڑوں روپیوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا بلکہ اسی وقت ساری رقم افغان مجاہدین، مساجد مدارس اور دینی و تعلیمی اداروں میں تقسیم فرمادی۔ ۱۹۹۶ء میں حکومت ترکیہ نے آپ کے اعزاز میں اور آپ کی شخصیت اور علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جس میں دنیا بھر کے علماء کرام، دانشوروں اور چونکوں کے اسکارلوں نے آپ کی علمی تکری و دینی خدمات پر مقالے پڑھے۔ دنیا بھر کی بیشتر دینی تحریکیں اور عالی اسلامی تنظیمیں آپ کو اپنا سربراہ و مبینی سمجھتی ہیں اور آپ کے فتحی مشوروں اور رہنمائی کی طالب رہتی ہیں جیسے بر صیر کی مشورہ تبلیغی جماعت، عرب دنیا کی سب سے بڑی دینی تحریک اخوان المسلمين، انڈونیشیا کی ماشوی پارٹی اور جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ۔ دیوبند کے علاوہ دیگر تمام مکاتب فکر کے علماء مشاہیر بھی آپ سے محبت و عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو مسلم پرسل لاء بورڈ کے اجلاس واقع بمبئی میں جب آپ نے اپنی عالت کے سب استغفار پیش فرمایا تو اس ناچیز نے دیکھا کہ پورے اجلاس پر شناخت چھا گیا اور کوئی بھی اسے قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا۔ سب سے پہلے ملی کونسل کے سربراہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے کما جب کشتی طوفان اور منجھدار میں ہوتی ہے تو طاح نہیں بدلا جاتا۔ شیعہ رہنماء علماء کلب صادق نے کما پرسل لاء بورڈ کی صدارت حضرت مولانا کے لیے کوئی وجہ عزت و افخار نہیں بلکہ بورڈ کے لیے یہ اعزاز و تحریر کی بات ہے کہ حضرت مولانا اس کی صدر ہیں۔ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سراج الحسن صاحب نے کما آج یہاں پورے ہندوستان کے مختلف مکاتب فکر کے رہنماء موجود

سے جاتی۔ آپ متعلق حضرت ابو بکر صدیق رض کا وہ فقرہ جو انہوں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر فرمایا تھا طاب حیا و میتا (زندگی و موت دونوں مبارک) پوری طرح صادق آتا ہے۔ آپ کی وفات عیسوی کلینڈر کی صدی ملکہ ہزار سالہ تاریخ کے آخری دن اور تدفین اس صدی اور ہزاروں سال کی آخری رات میں ہوتا یہ معنی خیر اشارہ ہے کہ یہ صدی علامہ ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدی تھی۔

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کرام اور نئی نسل کے لیے بہت کچھ چھوڑا۔ ۸۰ کے قریب تصانیف، مقالات و مضمونیں لاتحداد تقاریر۔ آپ نے کام کی طلب رکھتے والوں کے لیے کئی راہیں بنائیں اور روشن کیں۔ ان راہیوں پر پیش قدی کی ضرورت ہے۔ علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا صرف یہ ایک طریقہ ہے۔

### معالی اللہ کتور عبد اللہ عمر نصیف حفظہ اللہ

نام: عبد اللہ عمر نصیف

جائے پیدائش: جده، سعودی عرب، ۵ جولائی ۱۹۳۹ء

تحصیم: علوم الارض اور کمیاسیم بی لس سی، ریاض یونیورسٹی ۱۹۴۳ء۔ پی اچ ڈی علوم الارض یونیورسٹی انگلینڈ

مشاغل: اسٹنٹ پروفیسر علوم الارض ریاض یونیورسٹی سعودی عرب ۱۹۷۳ء

اسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی جیالوی ڈیپارٹمنٹ کلگ عبد العزیز یونیورسٹی جده سکریٹری جنرل کلگ عبد العزیز یونیورسٹی جده ۱۹۷۶ء

ایسوی ایٹ پروفیسر کالج آف جیالوی کلگ عبد العزیز یونیورسٹی جده ۱۹۷۷ء سکریٹری کلگ عبد العزیز یونیورسٹی جده ۱۹۷۹ء

سکریٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی پروفیسر کلگ یونیورسٹی ۱۹۸۳ء

سکاٹرٹ تحریک سعودی عرب کو فعل بنانے میں آپ نے اہم کروار ادا کیا۔ بے شمار میں الاقوامی سینیار اور مباحثوں میں شرکت کی۔ برطانیہ، امریکہ اور پاکستان کی متعدد یونیورسٹیوں میں وزنگ پروفیسر اور رکن کی حیثیت سے شریک رہے۔

تالیفات: مشرق صحرا میں چڑوں کے ذخائر ۱۹۸۰ء۔ "گرینٹ" گرینٹ کی چنانیں۔ کمیاء علم الارض۔ سوشیالی۔ اسلامی اتحاد میں سعودی عرب کا کروار۔ علم شریعت اور تعلیم (عربی اگریزی)۔ ایمان اور اسلامی تعلیم کا کروار فطری علوم کی عملی تطبیق میں

(مرسلہ: مولانا مفتی محمد رویس خان ایوبی، میرپور، آزاد کشمیر)

آپ کے ساتھ ارتھاں پر پوری ملت اسلامیہ نے جس طرح رنج و غم کا انتہار کیا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ دنیا بھی کے اخبارات و رسائل و مجلدات کے اواریوں اور جو مضامین و مقالات آپ کی شخصیت پر چھپ چکے ہیں، اگر صرف ائمہ تکمیل کیا جائے تو کئی ضمیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ آپ کی زندگی، تالیفات اور علمی کاموں پر سیناروں، یادگاری جلسوں کا لامتنی سلسلہ برابر جاری ہے۔ علی اردو میں آپ کی متعدد سوانح آجیکی ہیں۔ دنیا بھر کی بیالیں یونیورسٹیوں میں آپ کی شخصیت اور آپ کے کام پر پی اچ ڈی ہوا ہے۔ یہ آپ کی عنده اللہ مقبولت کی علامت ہے کہ بعد کی نماز سے پہلے انتقال فرمایا۔ اسی رات رائے بریلی کے چھوٹے سے قبہ میں تدفین عمل میں آئی مگر ذریعہ دو لاکھ افراد پر واہ وار پانچ گئے۔ حین شریفین میں ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر میں جبکہ حرم اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ بھرا ہوتا ہے، عالمانہ نماز جنازہ پرمی گئی اسی طرح جدہ ریاض اور سعودی عرب کے دیگر شہروں، جامع ازہر (مصر)، استنبول (ترکی)، بندار اکوہ، کویت، متحدہ امارات، یورپ وامریکہ غرض دنیا کے کونے کونے میں کروڑوں مسلمانوں نے عالمانہ نماز جنازہ ادا کی۔ ریڈیو اور تی وی پر وفات کی خبر شرعاً ہوتے ہیں پر صافی اور عالم اسلام میں غم کے پاؤں چھا گئے۔ یہ سب آپ کی عنده اللہ مقبولت کی علامت ہے ورنہ محض کسی مکران کار انس پرواز پر کسی تحریک کے لیڈر کے لیے ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ یہاں لندن سے شائع ہوئے والے علی روزناموں الجیہ اور الشق اللادوسٹ میں آپ کی شخصیت پر اس قدر لکھا گیا کہ شاید ہی کبھی کسی شخصیت پر لکھا گیا ہو۔ سعودی عرب کی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر احمد عثمان تو تیجی نے لندن کے معروف روزنامہ الشرق اللادوسٹ سے مفتکو کرتے ہوتے کہ:

"علامہ ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ دعوت و اصلاح کے ناموں میں سے ایک لام تھے، ان کے اندر بیک وقت زہد دروغ، جملہ و سرستی اور فکر و ادب کا صیمیں امتحان پیدا جاتا تھا"

علامہ ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ گوناگون سیفی، علمی و فکری، ملی و سیاسی مشاغل کے باوصاف عصر حاضر کے مظکرین و رہنماؤں کی طرح کبھی اپنی باطنی اصلاح سے غافل نہیں ہوئے۔ آپ کی شخصیت اتصوف و روحانیت میں بھی مسلم تھی۔ آپ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری کے خلیفہ اجل تھے۔ دنیا بھر کے ہزارہا افراد آپ سے بیعت اور روحانی تربیت کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ اس دور میں در کئے جام شریعت در کئے سندان عشق کا کامل نمونہ تھے۔

آپ کی وفات بھی زندگی کی طرح قابل ریکٹ طریقہ پر ہوئی۔ رمضان المبارک کامیبہ، بعد کا دن، عبالت کے ساتھ غسل کر کے بیالیس پس کر جبکہ کی تیاری فرمائی اور حسب معمول سورہ کف پڑھنے لگے۔ در میان میں ہی سورہ یاسین کی علاوات شروع فرمائی اور روح خالق حقیقی

## پوپ جان پال اور یہودیوں کے تعلقات پر ایک اہم روپورٹ

اپنے روپے میں واضح تبدیلیاں پیدا کرنے تک کا خواہیں ہے۔

۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو روم کے تاریخی شریعتیں ایالتیں رہنما مولتی اور پوپ کے خصوصی پرائیویٹ سیکریٹری یوس ایونٹ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدے میں روم اور ویکن کے درمیان تعلقات کو منظم کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا تھا نیز پوپ کے تسلط کے سامنے سرتاسریم فرم کرنے والی ۲۲۳ ایکڑ اراضی کو ویکن ریاست کی تکمیل کے لیے وقف کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔

اس معاہدے کو ویکن کے لیے یورپی ممالک کے ساتھ مذاکرات اور معاہدوں کا بیان دور قرار دیا جا سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ کیتوںک اثر و رسوخ کا تحفظ بھی کر پایا اور اس کی مسلسل گھرانی کو اپنے مقاولات کے لیے بھی استعمال میں لاسکا۔ یوس ایونٹ چیکو سلاویہ، یوگسلاویہ، روم، پرتغال وغیرہ کے ساتھ بھی اس نوعیت کے معاہدے کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ نئے عالمی حالات کے مطابق کیتوںک کیسا کے اندر ضروری تبدیلیاں لانے کے لیے بھی کوششیں کرنے لگا۔ اس وقت پوپ کی سرگرمیوں کا کامیاب عنصر پوپ اور بعض مغربی ممالک کے درمیان میں ملک کی خصوصی کوششوں کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپنی ان مذاکتوں کے دوران پوپ نے روس اور سوویت یونین کی دیگر ریاستوں میں سراحتانے والے نئے نظریات کے خطرے کی طرف مغلبی دنیا کی توجہ مبذول کروائی۔ ۱۹۷۹ء کو پوپ نے تمام کیتوںک کیساوں اور دیگر عام کیساوں کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں کسی حد تک سرمایہ دارانہ نظام کی گوشتمانی بھی کی گئی تھی۔ فلسطین کے تحقیقی ادارے کی روپورٹ کے مطابق سیاسی اثر و رسوخ کا حصول، ویکن کی سرگرمیوں کا بنیادی ہدف رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس چھوٹی سی ریاست نے سفارت کاروں کی تیاری کے لیے ایک اہم ادارہ تکمیل دیا ہے۔ اس ادارے سے تیار ہو کر نئے والے عام ڈپویں میں ہوتے انہیں "کمانات" کی خصوصی تعلیم دی جاتی ہے۔ چار سال تک اس خصوصی تعلیم کے مرحلے میں زیر تربیت رہنے کے بعد آخری دو سال انہیں ڈپویں کی تاریخ، اقسام اور ریاستی قانون وغیرہ کی تعلیم دلائی جاتی ہے۔

### ویکن اور عرب اسرائیل جنگ

زیر بحث روپورٹ میں اکشاف کیا گیا ہے کہ عرب اسرائیل جنگ میں ویکن کا موقف، اس کی سیاسی قلبازیوں کو بے نقاب کر دتا ہے۔ اس

ایک دفعہ سوویت رہنماء جو زف اشائیں نے رومان پوپ کا مذاق اڑاتے ہوئے سوال انجیلیا تھا "اس پوپ نے کتنوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے ان میں تفرقہ ڈالا دیا ہے۔" بعد میں جب مشرق یورپ کی کیونٹ ریاستوں میں درازیں پڑنا شروع ہوئیں تو کما جانے لگا کہ "روم پوپ نے ان ریاستوں کے حصے بخڑے کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔"

کہا جا سکتا ہے کہ اشائیں کے قول کی مذاق کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں۔ اسی طرح مشرقی یورپ کے حصے بخڑے کرنے کا الزام رومان پوپ پر تھا پوپ رہنا کسی حد تک اپنے اندر مبالغے کا پہلو سوئے ہوئے ہے۔ ویکن اگر مذاق اور مبالغے کی سرحدوں کے درمیان کھڑے ہو کر جائزہ لیا جائے تو یہ کہنے سے باز نہیں رہا جا سکتا کہ رومان پوپ اور ویکن کا بیسویں صدی کے بعض بڑے بڑے واقعات کے موقع پذیر ہونے میں بنیادی کردار رہا ہے۔ اس لیے سوال یہ نہیں کہ رومان پوپ نے ان بڑے واقعات کے موقع پذیر ہونے میں کوئی کردار ادا کیا ہے یا نہیں! بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ان واقعات کے وجود میں لائے جانے میں رومان پوپ کا کردار کس حد تک اور کس نوعیت کا رہا ہے؟

یہی وجہ ہے کہ رومان پوپ کے فلسطین کے دورے کی خبر کے گردش میں آتے ہی غزہ میں موجود فلسطین کے تحقیقی ادارے نے "ویکن اور عرب اسرائیل مذاہت" کے عنوان سے ایک طویل تجزیاتی روپورٹ پیش کی ہے۔ روپورٹ کے مطابق انقلاب فرانس کو کیسا کے روحلانی تسلط میں سیاسی تسلط کا اضافہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیسا کی حیثیت کو محض روحلانی قرار دیا جانا اب ایک زبانی کلائی نظریے کے سوا کچھ نہیں رہا۔ نئے واقعات نے ثابت کر دیا کہ ویکن کو مسیحیت کے پیروکاروں میں غیر معمول اثر و رسوخ حاصل ہے۔ اس اثر و رسوخ کے سیاسی استعمال کے بہت سے شوابہ روز روشن کی طرع عیاں ہیں۔ خصوصاً "عرب اسرائیل جنگ" میں اس کے سیاسی عمل دخل کے بارے میں دو آراء کی گنجائش ممکن نہیں۔

### ویکن کی منظم سیاسی سرگرمیاں

ذکرورہ روپورٹ میں پہلی عالی جنگ کے بعد کیسا کے بے جان جس میں محسوس کی جانے والی پھرپتی کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ کیسا عالی بساط سیاست کی تکمیل میں ایک اہم کردار کی حیثیت افتخار کر چکا ہے۔ اپنی اس حیثیت کو محسوس کرنے کے بعد وہ بدلتے حالات کے مطابق

کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم ان کی کوششوں کی تائید کریں۔ یہاں کے گران کی حیثیت سے تم مجھ سے کسی اور جواب کی توقع نہ رکھو کیونکہ یہودیوں نے ہمارے پیشواؤ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے لئے بھی یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم یہودی قوم کو حیثیت کو تسلیم کریں۔ تم لوگوں نے اگر فلسطین کی طرف پیش قدی کی اور تمہاری قوم نے وہاں سکونت اختیار کی تو تمام عیسائی، چاہے وہ عام باشندے ہوں یا نہ ہی رہنما، تمہارے رستے کی دیوار بن جائیں گے۔ یہوس نے اپنے جواب میں فلسطین کے اندر یہودی وطن کے قیام کی صرخ گالافت کرتے ہوئے اسے سمجھی عقائد کے متنافی قرار دیا۔

۱۹۷۱ء میں بند کیت پوپ کے پندرہ ہویں جانشین نے "مقدس سرزمین میں یہودیوں کی کوئی مُجاہش نہیں" کا نعرو بلند کیا۔ اس موقع پر دیکن نے بالغور محلبے کو تسلیم کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا۔ ۱۹۷۱ء میں دیکن کا دورہ کرنے والے علی وفد کا پوپ نے والملہ استقبل کیا اور یہودیوں کو فلسطین کے اندر کسی قسم کے حقوق دینے سے صاف انکار کیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو جاری ہونے والے کارڈنال کے ایک خط میں اس صورتحال کو پوری وضاحت سے تحریری شکل دی گئی۔ اس دوران دیکن کا طرز عمل عرب یہساویں سے تعاون اور عالم عرب میں سیوفی تحریک کے خلاف ائمہ بعثتوں کی پشت پناہی کے حوالے سے نیز ہے۔ ۱۹۸۱ء میں تعاون اور پشت پناہی کی یہ کیفیت اپنے جوں پر تھی۔ عربوں کی سیاسی تنظیموں میں سمجھی برادری نے بھرپور شرکت کر کے یہودی اقلیات کے خلاف اپنا احتجاج برپا کر دیا۔ ۱۹۷۶ء میں دیکن نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ہام پیغام پہنچایا کہ فلسطین کو یہودیوں کے پرد کرنے یا ان کے تسلط میں دینے کی صورت میں کیتوں کچھ چیز کی دینی حیثیت مجموع ہو کر رہے گی۔

دیکن اور دیگر کیتوں کے ریاستوں کو اپنا موقف تبدیل کرنے کے لیے شدید تر دیباو کا سامنا کرنا پڑا خصوصاً امریکہ کی طرف سے اس طرز میں خصوصی دیباو ڈالا گیا۔ چنانچہ آہست آہست دیکن اور کیتوں کچھ اپنے موقف سے دست بردار ہوتے چلے گئے۔ اس وقت جب ان کی طرف سے اسرائیل کا انکار سامنے آچکا تھا اور تقسیم فلسطین کی قرار دھو کا انہوں نے سراسر انکار بھی کر دیا تھا، دیکن اور کیتوں کے اپنے موقف میں اچانک واضح تبدیلی پیدا کر لی۔ تقسیم کی قرارداد کی نہ صرف حمایت کہ بلکہ اس کے نفع کے لیے کوششوں کا آغاز کر دیا۔ خصوصاً القدس کو یہیں مذاہب کے لیے قابل قبول بنانے کی کوشش کو خوب سراہ۔

"اسراءيلی ریاست" کے قیام کے اعلان کے ساتھ ہی دیکن کی طرف سے بیان جاری ہوا "سیونیت کو اسرائیل کی جسم ہل قرار نہیں دا جا سکتا (جیسا کہ تورات میں لکھا گیا ہے) سیونیت تو ایک عمری تحریک ہے جو موجودہ دور کی پیداوار اور ایک جدید ریاست کی بنیادی ہے۔ یہ

سوق کے ذریعہ یہود، عرب، اسلام اور بڑی طاقتیوں کے ساتھ پوپ کے سیاسی روپیے کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ نیز عرب اسرائیل چیپلش کو امن و امان میں تبدیلی کرنے کے لیے کی جانے والی سرگرمیوں کو سمجھنے میں بھی خاصی مدد ملتی ہے۔

رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس چیپلش کے آغاز سے لے کر اب تک مشرق وسطی میں دیکن کی سیاست دو متوازی ریخ اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس کا پسلا الدام کیتوں کے لیے اور عالم عرب کے درمیان تعلقات میں خیر سکل کی فضا کا پیدا کرنا ہے اور اس کا بنیادی مقصد مشرق وسطی میں موجود عیسائی کیوں تکی حمایت کا حصول ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفر، الحاد اور بے دینی کے خلاف (جس سے ان کی مراو کیوں زم ہے) محمدہ پلیٹ فارم تکمیل دیتا ہے۔

دو سرا الدام، جو پہلے اندام کے متوازی ہے، وہ یہودیت اور عیسائیت کے درمیان افہام و تفہیم کے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسکے سچ علیہ السلام کو سولی چڑھانے کی پاداش میں روز اول سے ہی عیسائی یہودیوں کو اپنا دشمن گردانتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے پابند اسرائیلی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی باہمی سمجھوتے کے لیے عیسائی اقلیات ظہور میں آنا شروع ہو گئے۔ اس کی خاطر صدیوں سے تسلیم شدہ عیسائی مذہبی تصورات تک کو داؤ پر لگادینے میں عارضہ سمجھا گیا۔ ۱۹۷۷ء کی جگہ کے بعد کیتوں کے مذاہلات کے تحفظ کی خاطر اسرائیلی حکومت کے ساتھ غیر رسمی مذاہرات تک کی پیش کش کی گئی۔

### دشمنی سے حیلگانہ تعلقات کی طرف پیش رفت کا آغاز

۱۹۷۸ء میں پوپ گر گھوری کی جانب سے یہودیوں کے خلاف ایک نہایت فربان جاری ہوا جس میں سچ علیہ السلام کا انکار کرنے والے اور اپنیں سولی پر چڑھانے، اپنیں انتہ دینے والے گروہ (مراو یہودی) کا گنہ ہر آئے والی نسل تک منتقل ہو کر شدید تر ہو جانے کی صراحت کی گئی تھی۔ اس کے بعد پوپ کے تمام جانشین اپنے اس موقف پر قائم رہے۔ ۱۹۹۷ء میں پہلی سیویں کانفرنس کے بعد دیکن کی طرف سے ایک بیان جاری ہوا جس میں کہا گیا "نبوت سچ علیہ السلام کو ایک ہزار آٹھ سو ستائیں برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ سچ علیہ السلام کی تعلیمات کی رو سے قدس کی تجھی مقدار تھی۔ جسیں تک قدس کی تعمیر نہ اور اس کا اسرائیلی ریاست کا مرکز ہونے کی بات ہے تو ہم یہ واضح کے دیتے ہیں کہ یہ سچ کی پیشین گوئی کے سریجہ متنالی بات ہے۔"

ہر خل نے جب اپنے ایک خط کے ذریعہ دیکن سے تعاون کی اپیل کی تو یہوس، پوپ کے دسویں جانشین نے جو لیا "کہا ہمارے لئے ہامکن ہے کہ ہم اس تحریک کے لیے اپنے دل میں کوئی زم کوش رکھیں بے شک ہم یہودوں کو قدس کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہیں رکھ سکتے تاہم یہ

جانے کے واقعہ نے دیکھنے کو اپنی سیاست کو نئے رخ پر ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اس وقت سے القدس کی حیثیت کو تینوں مذاہب کے لیے قاتل قبول ہاتھ پر دیکھنے نے اپنی کوششیں مرکوز کر دیں۔ پوپ پوپ نے تقریر میں ہمیں اس کے واضح اشارے ملتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں پوپ نے ایک بیان میں کہا ”اسرائیلوں اور فلسطینیوں کو چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق تسلیم کرتے ہوئے ان کا احترام کریں“ اس دوران کے پوپ کے بیانات میں ”یہودی قوم“ کی اصطلاحات کا جانجاہ تذکرہ ملتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے اپنے بیانات میں یہودیوں کو پیش آئند مشکلات کا بھی جانجاہ تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۹۷۲ء میں اپنے ایک خط میں پوپ نے لکھا کہ مقدس سرزمین کے رہائیوں کو ان تمام حقوق کا تحفظ حاصل ہونا چاہیے جو کسی سرزمین کے باشندوں کو اپنے وطن میں حاصل ہوتے ہیں۔ اس وقت تمام فلسطینی جن میں ایک بڑی تعداد مسیحیوں کی ہے آزادی کے مرحلے سے دوچار ہیں۔ اس دوران کے دیکھنے کے اخبارات بھی اسرائیل آبادکاری کی صورت کے خلاف سرپا احتجاج بنے نظر آتے ہیں۔ پوپ پولس کے القدس کو سیاسی اہمیت دینے کے رویے کو دیکھنے کے اثرات کی بیانات قرار دیا جاسکتے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں اپنی ایک تقریر کے دوران پوپ نے مسئلہ کے سیاسی پہلو پر منٹکو کرتے ہوئے تین نکات پر خصوصی توجہ دی:

- (۱) مقدس سرزمین اور اس کے تاریخی اور دینی شخص کی حفاظت۔
- (۲) مقدس سرزمین اور القدس میں تاذکہ شدہ قانون کی حیثیت۔
- (۳) فلسطین میں آباد گروہوں کے مدنی اور دینی حقوق کے تحفظ کے اقدامات۔

فلسطین کے تحقیقی اورے کی پیش کردہ رپورٹ کے مطابق اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے دیکھنے کے طرز عمل کی بہت سی توجیہات کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً پوپ کے نہ ہی جانشیں ایسے ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں محتاط طرز عمل رکھنے میں اپنے تحفظات دیکھتے ہیں جن کی سرحدیں متنازعہ حیثیت کی حالت ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ عرب دنیا میں موجود مسیحی کلیسا (مارونی، قبطی) اسی طرز عمل کے حقدار بھی گئے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دباؤ کے زیر اثر یہودی اور سیوسی کیونٹی کے ساتھ تعلقات کو نیا رخ دیا دیکھنے کی مجبوری بن گیا۔ اسی دباؤ کے زیر اثر ۱۹۸۱ء سے یہ تعلقات دوستانہ اور حلیغانہ نویعت کے بن چکے ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں بانگل دل ان کی حلیغانہ حیثیت کا اعتراف بھی کر لیا گیا۔

### اعتراف کے بعد کا مرحلہ

۹ فروری ۱۹۸۱ء کو پہلی دفعہ پوپ نے یہودی ربی سے دوستانہ مصافہ کیا ہے سیوسی اور یہودی دنیا نے غیر معمولی تاریخی اہمیت دی۔ کیتوک مکیسا اور یہود کے درمیان اس مصافحے کو دوستی کی دامنی مکمل میں تبدیل

نظریاتی اور سیاسی اعتبار سے مکمل سیکور تحریک ہے۔ سرزمین مقدس اور مقدس مقامات کو سمجھی دنیا اپنا ہی علاقہ شمار کرتی ہے۔“

اس پس مختصر میں سیوسی ریاست کا قیام جو درحقیقت دیکھنے کے لیے ایک چیخ سے کم نہ تھا کے عمل میں آتے ہی سرزمین مقدس سے میسا یوں نے نقل مکالم شروع کر دی۔ دیکھنے نے ان کو سرزمین مقدس ہی میں سکونت رکھنے کی خصوصی ہدایت کی اور اس کے لیے خصوصی اقدامات بھی کیے۔ ۱۹۷۹ء میں ایک بڑی تعداد کی نقل مکالم کے دوران دیکھنے نے انسیں ہر طرح کی امداد فراہم کی خصوصاً ”پناہ گزیوں کی تعطیلی“، ”شقائقی اور دینی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کیے۔ ”بیت الحم“ یونیورسٹی کا قیام اس کی اپنی کوششوں کا حصہ ہے۔

یہ سارے اقدامات دیکھنے اور اسرائیل کو نادرست کرنے کے لیے کافی تھے۔ خصوصاً عرب اور سیوسیت کی چیقلش کے دوران دیکھنے کا طرز عمل اس کے جرم کا جواز بننے کے لیے کافی تھا۔ یا یوں کی حیثیت کی وجہ سے بھی پوپ کی گدی بہت سے الزامات کا باعث ہی ہوئی تھی۔ شاید یہ وجہ ہے کہ پوپ یو جہا نے صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے نہ ہی رواداری، درگزر اور تمام مذاہب کے ساتھ رواداری کے بیانات دینے شروع کر دیے۔ ۱۹۷۰ء میں سیوسی تکھیموں نے دیکھنے سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت سعیج علیہ السلام کے خون کے الزام سے یہودیوں کو بڑی ایڑہ قرار دے۔ چنانچہ دیکھنے نے بیان جاری کیا ”سعیج علیہ السلام کو سولی چڑھانے کے جرم کو اس زمانے کے تمام یہودیوں یا آئندے ولی لسلوں تک منتقل کر دیا زیادتی ہے۔“

اسی طرح کیتوک مراسم عبودت کے دوران تلاوت کیے جانے والے ایک قطفے کو بھی حذف کر دیا گیا جس میں یہودیوں کو ملعون قرار دیا گیا تھا دیگر دینی نصوص میں سے بھی ان حصول کو حذف کر دیا گیا جن میں یہودیوں کے دھنکدارے جانے اور رب کی نظر رحمت سے محروم ہو جانے کا تذکرہ موجود تھا۔ اس بیان کے جاری کیے جانے کے فوراً بعد کیتوک عرب کلیسا اور مغربی کلیسا کے درمیان خوفناک تسلیم کی کیفیت دیکھنے میں آئی۔ اس لئے کہ بیان کے جاری کیے جانے کا مطلب نہ صرف یہودیوں کی دینی حیثیت کو تسلیم کیا جانا تھا بلکہ ”اسرائیلی ریاست“ کے قیام کو تسلیم کرنا، ”مسکی عقاہ کا حکم کھلا انکار کرنا اور اپنے طرز عمل کو سیاسی امناً چڑھانے کے مطابق تکمیل دے کرنے سے حالات سے سمجھوئے کرنا اس میں شامل تھا۔ اسی دوران پوپ نے القدس کی زیارت کے لیے رخت سفر پاندھل۔ اپنے سفر کو خالص نہ ہی نویعت کا سفر قرار دیتے ہوئے سیاسی رنگ دینے سے انکار کر دیا دیکھنے کے واسطے اشارات سامنے آپکے تھے لہذا سیوسی اور یہودی تکھیموں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے اپنی کوششوں کو حیز تر کر دیا۔

۱۹۷۵ء کی جگہ اور پورے القدس کے یہودیوں کے قبیلے میں پلے

اور بیان کے الفاظ اس طرح ہیں "فلسطین کے تمام باشندے آج آزمائش کے دور سے گزر رہے ہیں۔ وہ اس نتیجے پر سچے ہیں کہ وہ اپنی ہی طرح مقدس سرزمین کے ساتھ تاریخ اور عقیدے کا تعلق رکھتے والی قوم کا مقابلہ کرنے سے باجز ہیں"

بیانات میں اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی گمراہی کو بخوبی پڑا جا سکتا ہے۔ ۹ نومبر ۱۹۹۱ء کو امریکی صدر بیش کے ساتھ پوپ کی ملاقات کے فوراً بعد بیان جاری ہوا "امریڈ میں امن کا نفرنس کے انعقاد کی روشنی میں دیکھنے کا یہ طرز عمل امریکہ کے اشاروں کے مرہون منت ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ دیکھنے نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں کبھی بھی مدد ہی عنقاہ کو حائل نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ دیکھنے نے ایک مرتبہ امریکہ کے بعض یہودی رہنماؤں کے سامنے کھڑے ہو کر اقتدار کیا تھا۔ "سچی تعلیمات کی رو سے ہمیں کہیں بھی اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے سے باز نہیں کیا گیا۔"

دیکھنے کے طرز عمل کے پارے میں تبعہ کرتے ہوئے متاز تجویہ شاگرد محمد الحسک رقطراز ہیں "اسرائیل اور دیکھنے کے درمیان فالصلوں کو کم کرنے میں چار اہم عوامل کار فرایا ہیں۔ معاملے کے دینی پہلو سے قطع نظر موجودہ عالی حالات کے مطابق دیکھنے کے لیے عالمی سیاست کے نئے قاضوں کو نظر انداز کر کے تھا رہ جانا نقصان دہ تھا۔ خصوصاً عرب اسرائیل مذاکرات کے مختلف اور اکے بعد اسے اسرائیل کو فوری طور پر حلیم کر لینے میں عافیت نظر آئی۔

شرق میں سمجھی دنیا کے حالت نے بھی دیکھنے کو اسرائیل کو حلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ تاہم اس سلسلے میں سب سے اہم غصر ریاست ہائے متحده امریکہ کی جانب سے دیکھنے پر تعلقات استوار کرنے کے لیے ۱۹۸۸ء میں اولاد دیا ہے۔

### امریکی دیاو

امریکی دیاو ایک حلیم شدہ حقیقت ہے۔ یہاں دیاو سے مراد مخفی حکومت امریکہ کا دیاو نہیں بلکہ اس میں وہ تمام امریکی گیسا اور مریکہ اور سے بھی شامل ہیں جن میں سے اکثر سیوینی سیاحت کے علبہوار ہیں۔ ان میں سے اکثر اوراں اور گیساوں کو امریکہ کے سابق صدر ریجن کی خصوصی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ ان گیساوں کی عربوں اور مسلمانوں سے دشمنی سیوینیت اور یہودیت کو بھی ملت ہے۔ یہ گیسا سیوینی کیونکی کے ایک بہت بڑے غصہ کو اپنا ہمنواہ بنانے میں کامیاب ہو گئے اگرچہ ان میں اکثریت protestants اور انجیلی فرقوں کی ہے تاہم یہ اپنے ساتھ بت سے کیتوںکو شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ "سچی وطن کا گریس" کی تھکیل کو ان کی کوششوں کا اہم باب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اس کا گریس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے تائیسی اجتماع میں کیتوںکو

کرنے کے لیے یہودی اور سیوینی تھکیلوں نے اپنے اقدامات تیز تر کر دیے۔ اس سلسلے میں دیاو کی پالیسی اختیار کرنے سے بھی کریز نہیں کیا گیا اور وقتاً "نازیوں کے حوالے سے دیکھنے کے موقف کی یاد دہانی کرائی جاتی رہی۔ ۱۹۸۵ء میں اس دیاو کے زیر اثر دیکھنے کی طرف سے ایک اور بیان جاری ہوا جس میں کہا گیا کہ اسرائیل دراصل مذہب کے بیروکار یہودیوں اور اسرائیلی کیونکی کی مشترکہ ریاست ہے۔ سیوینی اور یہودی تھکیلوں جلد اس نتیجے پر پہنچ گئیں کہ ان کی جارحانہ پالیسیاں پھل لا رہی ہیں چنانچہ انہوں نے ازسرنو دیاوا ڈالنا شروع کر دوا اور مطالبہ کیا گیا کہ مذکورہ بالا بیان میں اسرائیلی ریاست اور یہودی قوم کے درمیان تاریخی تعلق کو واضح نہیں کیا گیا۔ گویا سیکھوں کے اسرائیلی ریاست کے ساتھ یہودیوں کے دینی تعلق کو حلیم کر پکنے کے باوجود اصل مطالبہ یہ تھا کہ اس حیثیت کو ضمن دینی حلیم کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ اسے عالمی برادری کے حلیم شدہ اصولوں کے میں مطابق قرار دیا جائے۔

اب یہودی رہنماؤں کے ساتھ پوپ کی ملاقاتیں معمول کا حصہ بن چکی تھیں۔ ان کی گفتگو کا مرکزی مضمون کیتوںک کی طرف سے اسرائیلی ریاست اور یہودیوں کے جائز تعلق کا اعتراف ہوتا تھا۔ تاہم ان میں پوپ کے بعض روایتی بیانات جن میں القدس کی دینی مقاصد حیثیت 'اسرائیل کے ساتھ تعلقات' امن معاہدے کی تائید وغیرہ بھی شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں ان فلسطینیوں کے حقوق کا تذکرہ بھی ہوتا جن کی ایک بڑی تعداد وطن کے ہوتے ہوئے بے وطنی اور پناہ گزیتی کی نندگی بس رکر رہی ہے۔

یہودی رہنماؤں کے ساتھ روز بروز بڑھتے ہوئے ان تعلقات کے دوران پہلی مرتبہ القدس کی مشہور سیچی عرب شخصیت میشل صباح نے تعلقات میں توازن پیدا کرنے کی طرف توجہ ولائی۔ یاد رہے کہ بعد یہ پہلا سیکی عرب ہے جس کی القدس کے معاملات میں ذمہ داران حیثیت حلیم شدہ ہے۔ القدس کے حوالے سے دیکھنے اپنے موقف پر قائم رہا اور اسے تینوں توحیدی مذاہب یہودیت، نصرانیت اور اسلام کے لیے قاتل قبول حیثیت دلانے کی طرف توجہ دلاتا رہا اس کے لیے اس نے ایسا قانون تھکیل دینے کا مطلب بھی کیا جس میں کسی ایک مذہب کی اجازہ داری نہ ہو اور تینوں مذاہب کے لیے یکساں روا داری برقراری ہو۔ القدس کے باشندے ہونے کی حیثیت سے تینوں گروہوں کے یہودیوں کو مکمل شری اور دینی حقوق کا تحفظ حاصل ہو۔ سیکھوں اور مسلمانوں کے ساتھ یکساں برداشت روا رکھا جائے۔ مسلمانوں کے لیے یہ طرز عمل ایک نئی تبدیلی کا حال تھا۔ ۱۹۸۷ء میں فلسطینی انتفاضہ کے نام سے پہاڑ ہونے والی اسلامی تحریک کو پوپ نے اخلاقی پشت پناہی فراہم کی۔ تاہم اس دوران دیکھنے اپنی حیثیت کے مقابلہ پہلوں کو پھیلانے کا چانچہ جب کہا گیا کہ مغلبی علاقت اور غرہ کی پیشے کے باشندے شدید ترین حالات کا ڈکار ہیں تو دیکھنے نے بیان جاری کیا کہ "اسرائیل ان باشندوں کو امن فراہم کرنے کے لیے بے مجھیں ہے" ایک

رسکھی گئی۔ اسرائیل کی جانب سے فلسطین پر ڈھانے جانے والے قلم و ستم کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اس میں کبھی بھی کسی گروہ کے لیے کسی رعایت کی کوئی نجاشی نہیں رکھی گئی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مسیحیوں کو درپیش تمام تر جارحانہ رویوں کی خصوصی زندہ داری اسرائیلی ریاست کے کارپروازوں تک پر عائد ہوتی ہے۔ القدس کے پچاس ہزار یہاں پر کی تعداد آج گھٹ کر صرف پانچ ہزار رہ گئی ہے۔ قابض قوتوں کی طرف سے مساجد اور گرجا گھروں کی یکسال بے حرمتی کے واقعات آئے روز منذر عام پر آرہے ہیں۔ یہاں پر میساں میں پھوٹ ڈلانے کے لیے قابض قوتوں کی طرف سے خصوصی منصوبہ بندی کی جاتی رہی ہے اور ناصرہ میں ہونے والے فدائیوں میں نہایی تقصبات کی ہوا کو بھرمکانے میں سرکاری سپرستی کو خصوصی عمل و خل حاصل ہے مگر ویکن نے ان کھلے حقائق اور چشم دید واقعات کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا اور گزشتہ دونوں اسرائیل سے ناصرہ میں زیر تعمیر مسجد کی تعمیر رونکے کی اپیل کی۔ اس کے عوض پوپ نے سرزین مقدس کے دورے کو ملتی کرنے کی تیعنی دہلی کرائی۔

کیا ویکن کے رویے کو صرف اسرائیل کے ساتھ ڈپلومیک تعلقات کے استوار کرنے کی کوششوں کا نام دیا جاتا ہے جس کے لیے ویکن القدس سے متعلق اپنے روایتی موقف سے دستبرداری تک اختیار کر سکتا ہے۔ ناہم یاد رہے کہ ڈپلومیک تعلقات آزمائے کے لیے کوئی صحیح انتخاب نہیں۔ خصوصاً ”ناصرہ میں کھلی جانے والی آگ اور خون کی ہولی میں گرجا گھر کے ساتھ روا رکھے جانے والا سلوک اس رویے کی تبدیلی کا متناسبی ہے۔ اس موقع پر ویکن کو علاقے میں موجود اس قوم کے ساتھ تعلقات کی بحالی کے لیے سوچنے کا مشورہ دیا جاسکتا ہے جس نے صدیوں مسجد اور گرجا گھروں کو یکسال احراام کا مقام دیا اور مسجد اور یہاں صدیوں ایک دوسرے کے پڑوں میں امن و آشی کی فضا دیکھتے رہے۔ ہو سکتا ہے رویے میں یہ تبدیلی مسئلے کے حل کے لیے کوئی قابل قبول صورت فراہم کر سکے۔

(ب) شکریہ پدرہ روزہ بیت المقدس اسلام آمد)

### بیت المقدس کا عالمی انتظام

تا کہ رمضان البارک تک ضروری تعمیر کمل کر کے نئے تعلیمی سال سے دیگر کلاسوں کا آغاز کیا جاسکے۔

اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی دعا کے ساتھ تعریف اختتام پذیر ہوئی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ الشریعہ الکامی کے تعمیری اور تعلیمی پروگرام میں ترقی، موثر پیش رفت اور تجویز و کامیابی کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں اور اصحاب خیر نقد رقم، تعمیری سلام، کتابوں، کسپوڑیوں اور دیگر ضروری اشیاء کی صورت میں تعاون فراہم کار خیر میں عملاً شرک ہوں کیونکہ دینی تعلیم کے یہ پروگرام اصحاب خیر کے ملکانہ اور رضاکارانہ تعاون کے ساتھ ہی آگے بڑھتے ہیں۔

راہبوں اور کلیسا سے امام نہایی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ کاگنریں کا بنیادی بدقیقیہ دین کے حصول کی خاطر تمام سمجھی گروہوں اور تنظیموں کو تجھہ پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا تھا۔

یہ تنظیموں اور گروہوں اپنے مطالبات منوانے کے لیے امریکہ پر دباو ڈالتے ہیں اور امریکہ ویکن پر دباو ڈال کر اپنا کام نکلاتا ہے۔ دباو کا مقصد چاہے اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنا ہو یا کچھ اور، ویکن ابھی تک اس حقیقت سے تخلیل عارفانہ اختیار کیے ہوئے کہ یہ سمجھی تنظیموں خود مسیحیت کے لیے خطرہ بن چکی ہیں اور انہوں نے یہودیوں کو مسیحیوں سے زیادہ مسیحیت اور سمجھی تعلیمات کا نام لیوا ہے کہ مسیحیوں کے حقوق کا احتمال کیا ہے۔

حالات کی تمام تر پیش رفت کے ساتھ فلسطین کی تحریک آزادی اور اسرائیل کے درمیان میں پانے والے اسلو معاہدے کے چند ہی ماہ بعد اسرائیل اور ویکن کے درمیان ایک معاہدہ میں پایا جس میں القدس کے مسئلے کو قطعی طور پر نظر انداز کیا گیا تھا۔ معاہدے کی شروتوں میں مختلف گروہوں کے درمیان تعصب کی آگ کو محنتا کرنے کے لیے اقدامات، نہایی رووا اوری، ویکن سے تمام وقتی تعاہدوں میں غیر جائز ارانہ رویے کی اپیل خواہ ان تعاہدوں کا تعلق مقویضہ اراضی اور ان کی حدود کے تیعنی سے ہو یا کسی دیگر مسئلے سے ہو جیسے امور شامل تھے۔

یہودیوں اور مسیحیوں نے اس معاہدے کو یہودی قوم اور اسرائیل ریاست کے لیے شاندار کامیابی قرار دیا۔ ویکن نے اس معاہدے کو مشرق وسطی میں امن کی بحالی کی کوششوں کا اہم عصر قرار دیا۔ ۵ جون ۱۹۹۳ء کو مذکورہ معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ دونوں فریقوں کے درمیان ڈپلومیک تعلقات کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ خیر سکالانہ وفاد کے تجاذبے کی تیعنی دہلی کرائی گئی۔

ذکورہ معاہدے کے بعد بھی قاتل توجہ امور بدستور قائم رہے۔ القدس کی تھاڑعہ حیثیت قائم رہی اور اس حوالے سے ویکن اپنے سابقہ بیانات وہ راتاہا ”القدس کی تینوں نہایت کے پیروکاروں کے لیے یکسال مقدس حیثیت ہے“ دعیو وغیرہ۔ دوسری طرف میں بھی اپنے سابقہ بیان دہراتے رہے ”القدس، اسرائیل کا جزو لینک ہے“۔

محلبے میں صراحت کی کئی کہ اس کا اطلاق وہاں تک ہو گا جہاں تک اسرائیلی قانون نہیں ہے یعنی القدس کے مشرق حصہ اس میں شامل ہے۔ مگر اس معاہدے کے دو ہی سال بعد ان تمام تیعنی دہلیں کی حقیقت نہیں بوس ہو گئی۔ استقرار امن، عدل، توازن کے الفاظ اپنے معنی کھو بیٹھے اگرچہ اسرائیل کو مسیحیوں کا حاوی اور ان کے حقوق کا محافظ ظاہر کیا گیا تھا لیکن ۱۹۹۹ء میں اس وقت اس دعوے کی تلقی کامل گئی جب فلسطین کے شر ناصرہ پر یہودیوں کی یلخار نے قلم و ستم کے تمام ریکارڈ توزیعیے اور وہاں پر موجود بشارہ نامی چیج کے ساتھ بھی کسی قسم کی کوئی رعایت محوظ نہیں

## حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا تاریخی فتویٰ

آزاد کشیر کے بزرگ اور مجدد عالم دین امیر شریعت حضرت مولانا محمد عبد اللہ کفل مڑھیؒ کے لائق فرزند حضرت مولانا قاضی بشیر احمد صاحب نے حضرت مرحوم کے حالات زندگی اور خدمات کو "حیات امیر شریعت" کے نام سے مرتب کیا ہے جس میں ان کی علمی و دینی خدمات اور تحریک آزادی میں ان کے مجاہدانہ کردار کو موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ چار سو کے لگ بھگ صفحات پر مشتمل یہ مجلہ کتاب دائرے العارف کراچی نے شائع کی ہے اور اس کی قیمت ڈالہ ۲۰ روپے ہے۔ اس کتاب پر ہمارے فاضل دوست اور جامع مسجد سیکل گورنمنٹ چوک کراچی کے خطیب مولانا محمد طیب کشیری فاضل نفرۃ العلوم نے کم و بیش ڈالہ ۱۰۰ روپے صفحات کا واقعی مقدمہ تحریر کیا ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے حضرت مولانا عبد اللہ کفل مڑھیؒ تک کے مجاہدین آزادی کی سلسلہ جدوجہد کے تاریخ کے متعدد ماقذف کے حوالہ سے مرحلہ وار تذکرہ پر مشتمل ہے اور اس طرح انہوں نے تحریک آزادی میں علماء حق کے کردار کے بارے میں اچھا خاصاً مسودہ لکھا کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقدمہ بجائے خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر اس کی الگ اشاعت کا اہتمام بھی ہو جائے تو زیادہ بترا ہو گا۔ اس مقدمہ کا پہلا حصہ جو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے دور سے متعلق ہے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ (اورہ)

میں سے کون کی چیز ہے جس کا سرنشیت اس مرکز سے وابستہ نہیں۔" (حیات شیلی ص ۲۹۸)

پھر آپ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدثؒ کے زمانہ میں دہلی کے حالات اور زیادہ بگزے اور "حکومت شاہ عالم از ولی تا پالم" کی محل صدق آئے گئی۔ اگریزوں کا اقتدار اور ان کا فلم و ستم اور اس کے بالقتل لال قلعہ کے پاؤ شاہ کی طاقت و قوت کا اضھار لال روز افزوس ہو گیا۔

اس صورت حال کے پیش نظر اگریز حکمرانوں کے خلاف سب سے پہلے جس شخص نے آواز بلند کی، وہ شاہ عبدالعزیز محدثؒ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو ابھارا، ان کے جمین اور بڑی کو دور کیا، ان کے اندر جذبہ جلو پیدا کیا، انہیں حوصلہ دیا، انہیں دلائل و برائیں سے سلح کیا، ان کی لکھت اور تھوڑے پن کو دور کیا، بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے انہیں ہمت و جرات سے آگے بڑھنے اور غصب شدہ حقوق حاصل کرنے کی تلقین کی، انہوں نے عوام کے اندر یہ احساس پیدا کیا کہ وہ اگر تیار ہو جائیں تو سارے مصائب کا علاج ممکن ہے۔

پھر حضرت شاہ صاحب محدثؒ نے اسی ترغیب و تاکید اور تبلیغ پر ہی انتقام نہیں کیا بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہندوستان کے "وارالمرقب" ہونے کا پاشایط فتویٰ بھی دیا۔ اصل فتویٰ فارسی زبان میں ہے، اخصار کے پیش نظر اس وقت اس کے ترجیس پر انتقام کیا جاتا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

"یہاں رؤساء نصاری (یہاں افران) کا حکم بلا وغیرہ اور بے درجہ ک جاری ہے اور ان کا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک واری، انتقالات ریاست، خراج، باج، عشویں، گزاری، اموال تجزیت،

ہندوستان پر جب اگریزی حکومت نے تغلب کیا تو سب سے پہلے کون تھا جس نے قانون اسلام کی پیروی کرتے ہوئے ہندوستان کو دوبارہ دارالاسلام بنانے کی سعی کی؟ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور انکے نسب عالمگیر کے بعد جب ہندوستان کی حکومت کو گھن گھن شروع ہوا اور اس میں ابتری پیدا ہوئی تو حضرت شاہ ولی اللہ نے نہ صرف یہ کہ اس کو محسوس کیا بلکہ اپنی تصانیف اور تحریرات کے ذریعہ شنسناہیت کے خلاف آواز بلند کی اور سیاسی نظام کی اصلاح کے لیے پوری فرات ایمانی اور سیاست ولنی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کے اسباب و عمل پر بڑی دیدہ وری اور جامعیت کے ساتھ بحث کی اور حکومت، امراء، وزرا اور سوسائٹی کے دوسرے طبقات کو مخاطب کر کے ایک پروگرام دیا جس کا منن سید سلیمان ندوی محدثؒ کے الفاظ میں یہ ہے۔

"ہندوستان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہوئی کہ عین تحزل اور سقوط کے آغاز میں شاہ ولی اللہ محدثؒ کے وجود نے مسلمانوں کی اصلاح کی دعوت کا ایک نیا نظام مرتب کر دیا تھا۔" (مولانا سندھی محدثؒ کے انکار و خیالات پر ایک نظر ص ۹)

اس منن کی شرح مولانا موصوف ہی سے سننے کے لائق ہے۔

"ولی میں اسلامی حکومت کا آفتاب غروب ہو رہا تھا تو اسی کے مطلع سے ایک اور آفتاب ظلیع ہو رہا تھا۔ یہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ محدثؒ کا خاندان تھا۔ حق یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی پیش کوئی کے مطابق اس کے بعد جس کو ملا، اسی دروازہ سے ملا۔ ہندوستان میں رو بدغلات کا ولولہ، ترجمہ قرآن پاک کا ذوق، صحاح سے کا درس، شاہ اسماعیل محدثؒ اور مولانا سید احمد برهانی محدثؒ کا جذبہ جلو، فرق بالعلم کی تروید کا شوق، دیوبند کی تحریک، ان

مفہوم کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی سیاست پر خاندان ولی اللہ کے اثرات کا بھی صحیح علم رکھتے ہوں۔ سید احمد شہید ڈیٹچ مولانا اسماعیل شہید ڈیٹچ نے اپنے سیاسی فقر میں انگریزی اقتدار کو جو درجہ دیا تھا، اس کی بنیاد کی فتویٰ تھا (۱۸۵۷ء کا تاریخی روز ناچھے ص ۱۱)۔

جس طرح شہنشاہیت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے باقی حضرت شاہ ولی اللہ محدث ولیوی ڈیٹچ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے شہنشاہیت کے خلاف ہر طبقہ کے لوگوں کو ابھارنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اسی طرح ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث ولیوی ڈیٹچ محمد اول ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اس فتویٰ کے ذریعہ مسلمانوں میں جذبہ جما پیدا کرنے کی سیمیٹی کی وہاں اسی فتویٰ کے ذریعہ مسلمانوں کو غلای اور عکھوی کا جوا اپنے کندھوں سے اتار پھینکنے کی تکمیل شدید بھی کی۔

مولانا مفتی نسیم احمد قاسی مظفر پوری رفق مجعع الفقہ الاسلامی (اللند) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب ڈیٹچ اور ان کے جاری کردہ فتویٰ کے باقی میں انتہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت شاہ عبد العزیز ولیوی ڈیٹچ شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ کے چشم و چراغ اور ان کے علوم و معارف کے وارث و ائمہ ہیں۔ شاہ ولی اللہ ہی کے زمانہ میں خاندان مغلیہ زوال سے دوچار ہونے لگا تھا اور شاہ عبد العزیز کے زمانہ میں خاندان مغلیہ کا چراغ بیش کے پلے بے نور ہو گیا اور ہندوستان کی قوت اور اس کے تاج شاہی کی ماں ایک بدلیٰ قوم انگریز بن گئی۔ حتیٰ جب انگریز پوری طرح ہندوستان پر قابض ہو گئے تو مظفر اسلام شاہ عبد العزیز ترپ اشٹے اور بلا خوف نومتہ لام یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان انگریزوں کے تسلط کی وجہ سے دارالحرب بن گیا اور مختلف دلائل و شواہد سے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کو ثابت فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب وہ پلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا نہایت مفصل فتویٰ صادر کیا۔

شاہ صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں ہندوستان کی شرعی حیثیت کے تین کے ساتھ ساتھ بت سارے شکوہ و شہمات کا ازالہ بھی کیا ہے اور دارالحرب کی تعریف بیان فرمائی کیا کہ محض بعض احکام اسلام مثلاً جد و عیدین، تلاوت اور گاؤں کی پابندی عائد نہ کرنے کی وجہ سے دارالحرب دارالاسلام نہیں ہوتا۔ جن لوگوں نے انگریزوں کے دور اقتدار میں بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا ہے، ان سب نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ بعض احکام اسلام مثلاً ”جحد و عیدین“ ہندوستان میں اس وقت بھی ہاتھ اور جاری تھے اور جب تک کسی ملک میں اسلام کے بعض احکام بھی جاری رہیں گے وہ ملک دارالحرب نہیں بنے گا۔ شاہ صاحب ڈیٹچ نے اسے رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اقتدار اور ملک کی بائیک ڈیور غیر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اور اس میں اس کے احکام جاری ہوتے ہیں تو وہ ملک دارالحرب کے سچے

ڈاکوؤں اور چوروں کے انتظامات، مقدمات کا تصفیہ، جرام کی سزاوں وغیرہ (یعنی سول، فوج، پولیس، دیوانی، اور فوجداری محلات، کشم اور ڈیوانی وغیرہ) میں یہ لوگ بطور خود حاکم اور عمارت مطلق ہیں، ہندوستانیوں کو ان کے بارے میں کوئی دخل نہیں۔ بے شک نماز جمع، عیدین، اذان اور ذیجہ گاؤں ہیے اسلام کے چند احکام میں وہ رکاوٹ نہیں ڈالتے لیکن جو چیزان سب کی جڑ اور حرست کی بنیاد ہے (یعنی ضمیر اور رائے کی آزادی اور شری آزادی) وہ قطعاً ”بے حقیقت اور پاہلے ہے“ چنانچہ بے تکلف مسجدوں کو سماں کر دیتے ہیں۔ عوام کی شری آزادی ختم ہو چکی ہے، انتہا یہ کہ کوئی مسلمان یا غیر مسلم ان کی اجازت کے بغیر اس شریا اس کے اطراف و ہوایاں میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا تاجریوں کو شری میں آنے جانے کی اجازت دینا بھی ملکی مقادیا یا عوام کی شری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے لفظ کی خاطر ہے۔ اس کے بالمقابل خاص خاص مستاز اور تمیاں حضرات شاہ ”شجاع الملک اور ولایت یقین“ ان کی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک اپنی کی عمل داری ہے، بے شک کچھ داکیں یا کمیں مثلاً ”حیدر آباد، لکھنؤ، رام پور میں چونکہ دہلی کے فرمازروں اسے اطاعت قبول کر لی ہے، برہ راست نصاری کے احکام جاری نہیں ہوتے (گراس سے پورے ملک کے دارالحرب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا) (تفاویٰ عزیزی فارسی صفحہ ۱۴۵ بحوالہ علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۲ صفحہ ۸۰ و ۱۸۵۷ء کا تاریخی روز ناچھے ص ۱۰)

ایک دوسرے فتویٰ میں بھی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب ڈیٹچ نے مخالفوں کے اعتراضات کا جوب دیتے ہوئے ہندوستان کا دارالحرب ہونا ثابت کیا۔ (تفاویٰ عزیزی فارسی ص ۱۴۵ بحوالہ شاندار ماضی ج ۲ ص ۸۰)

کسی ملک کے ”دارالحرب“ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب اس ملک کی پاگ نور اور اقتدار کافروں کے پاس جا چکا ہے، قانون سازی کے اختیارات کافروں کے پاس ہیں، اسلام اور شعائر اسلام کا احترام ختم ہو چکا ہے، مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا خاتمه ہو چکا ہے اور ان کی شری آزادی سلب کر لی گئی ہے اس لیے ان حالات میں مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے اور کافر حکمرانوں کا مقابلہ اور ان سے مقاومہ اب مسلمانوں پر ضروری ہو گیا ہے۔

چنانچہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف جتنی تحریکیں چلیں، مغرب کے ہوئے، جنکیں ہوئیں اور لڑائیاں لڑی گئیں، ان سب کی بنیاد کی فتویٰ ہے۔

پروفیسر غلیق احمد نظری اس تاریخی فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”شاہ عبد العزیز ڈیٹچ نے ہندوستان کو ”دارالحرب“ قرار دے کر غیر ملکی اقتدار کے خلاف سب سے پہلا اور سب سے زیادہ موثر قدم اٹھایا۔ اس فتویٰ کی اہمیت کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جو ”دارالحرب“ کے سچے

باقیہ: عالیٰ منظر

علامہ اقبال کے ایک خط کا ترجمہ بھی شائع کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اس خط میں قادریت کے بارے میں اپنی رائے کھل کر دی اور لکھا ہے کہ "احمدی اسلام اور ہندوستان کے خدار ہیں"

مترجم ملک اشfaq نے اس خط میں تحریف کر کے مفہوم یکسرالٹ دیا اور لکھا: "احمدیوں اور مسلمانوں میں زیادہ اختلاف نہیں ہیں نہ ہی احمدی اسلام اور نہ ہی ہندوستان کے لیے دہشت گرد ہیں" مترجم دیے کہ مترجم نے اس خط کے چند اہم حصے جن میں قادریت کے بارے میں علامہ کے عقائد کی صحیح ترجمی ہوتی ہے، حذف کر دیے ہیں۔ ہم نے نکش ہاؤس کے ترجمے، علامہ اقبال کے انگریزی خط کے متن اور ممتاز صحافی اقبال احمد صدیقی کے ترجمے کا (جو اقبال اکادمی لاہور سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا اور لاہور میں دستیاب ہے) موازنہ کیا ہے اور یہ بالکل عیاں ہے کہ اس اشاعتی اوارہ اور پنڈت شوکی کتاب کے مترجم ملک اشFAQ نے نہ صرف علامہ اقبال کے خط میں تحریف کی ہے بلکہ قادریت کے بارے میں علامہ اقبال کا نرم گوشہ رکھنے کا احساس دلانے کو شش بھی کی ہے۔ اس ارادی و حاذمی کی جتنی بھی نہمت کی جائے، کم ہے۔ یہ جمارت و انتہ اور شوری ہے جس سے نہ صرف علامہ کا ایجخ خراب کیا گیا ہے بلکہ اقبال کے ارادت مندوں کے جذبات کو بھی محروم کیا گیا ہے۔ هندز کہ بلا کتاب کھلے ہندوں فروخت ہو رہی ہے۔ جیرت ہے کہ حکومت کے پرنسپی پیارٹی نے اس کا نوٹس تک نہیں لیا۔ امکان یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے بچوں کا ذہن خراب کرنے اور فروغ قادریت کے مقصد کے تحت یہ کتاب کالجوں اور سکولوں کی لاہبریوں تک پہنچا دی گئی ہوگی۔ حکومت پنجاب کو اس کا فوری نوٹس لے کر اس کتاب کی فروخت منوع قرار دینی چاہئے اور اس کی تمام کاپیاں ضبط کرنے، لاہبریوں سے واپس لینے کے علاوہ مترجم و ناشر کے خلاف بھی ایکشن لینا چاہئے۔ علامہ اقبال کے خط کے متن میں تحریف باقلال معنی جرم ہے۔

(اوارتی شدراہ روزنامہ نوائے وقت لاہور)

قرار پائے گا چاہے اس میں اسلام کے بعض احکام جاری ہوں۔" (محلہ فتح اسلامی سیمنار نمبر ۲ ص ۳۵)

ای مسئلہ کو مزید وضاحت کے ساتھ حضرت مولانا حبیب الرحمن خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"بہر حال کسی شریا ملک کے دارالاسلام یا دارالحرب ہونے کا مدار محن غلبہ و شوکت اور نظام احکام پر ہے اگر وہاں مسلمانوں کا غلبہ ہے تو وہ دارالاسلام ہے اور لکفار و مشرکین کا غلبہ ہے تو وہ دارالحرب ہے اگر کسی جگہ مسلمان بھی رہتے ہوں لیکن انہیں اقتدار اعلیٰ اور غلبہ و شوکت حاصل نہ ہو تو اسے دارالاسلام نہیں کہتے ورنہ جرمی، فرانس، روس اور چین کو بھی دارالاسلام کہا جائے گا اسی طرح جد دعیدین کفار و مشرکین کی اجازت سے اوا کے جانے پر بھی اسے دارالاسلام نہیں کہیں گے جس طرح دارالاسلام میں ذمی کفار اپنی تمام رسوم آزادی سے ادا کریں تو اسے دارالحرب نہیں کہیں گے۔" (ایضاً ص ۲۲۷)

ای موضع پر انہصار خیال کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ صدر صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"وہ مملکت جمال مسلمانوں کو اس حکم کا اقتدار (غلبہ و شوکت) حاصل نہ ہو خواہ مسلمان وہاں ہر طرح امن و اطمینان سے رہتے ہوں، وہاں کے سیاسی اور غیر سیاسی کاموں میں حصہ لیتے ہوں، اس کو اپنا وطن بھجے ہوں اور پاشدہ ملک کی حیثیت سے اس کی حفاظت و ترقی کو بھی اپنا فرض بھجھے ہوں، اس کے لیے ایثار و قربانی بھی کر دیتے ہوں، مسلمان کی حیثیت سے یا مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کی بنا پر نہیں بلکہ ایک شری کی حیثیت سے وہ اقتدار اعلیٰ میں حصہ لے سکتے ہوں، مثلاً رئیس جمورویہ یا وزیر اعظم بن سکتے ہوں مگر احکام اسلام جاری نہ کر سکتے ہوں، جرم و سزا اور اقصادی مسائل، کرنی اور شرح تبادلہ وغیرہ کے سلسلے میں احکام اسلام کو قانون نہ بنا سکتے ہوں بلکہ ان میں (یعنی ان مسائل وغیرہ میں) اس ملک کے قوانین کے پابند ہوں تو وہ دارالاسلام نہیں ہے۔" (نظام القوائی ص ۱۹۹ ج ۲)

غرضیکے غیر ملکی اقتدار کے خاتمے اور ہندوستان کی آزادی کے لیے بیانی کروار اگر کسی نے اوا کیا ہے، تو وہ خاندان ولی اللہ کا کروار ہے جس نے ہندوستان پر غیر ملکیوں کے قابض ہونے اور اس کی اسلامی حیثیت کے ختم ہونے پر سب سے پہلے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے کر مسلمانوں کے اندر غیر ملکیوں، غیر مسلموں، ظالموں اور سفاکوں کے خلاف جذب جہاد پیدا کرنے اور علم بعثتوں بلند کرنے میں اہم کروار کیا ہے۔

## واشنگٹن میں آئی ایف اور ورلڈ بینک کے خلاف مظاہرے

فلپائن کے مورو اسلامک لبریشن فرنٹ نے  
سرکاری فوج پر حملوں کا اعلان کر دیا

کوتا باشون: فلپائن (اے ایف پی) فلپائن کے سب سے بڑے حریت پسند گروپ مورو اسلامک لبریشن فرنٹ نے دو روز قبل حکومت کے ساتھ جاری امن مذاکرات ختم کر کے سرکاری فوج پر بھرپور حملوں کا اعلان کر دیا ہے اور اس سلسلے میں اپنی پہلی کارروائی کے دوران اس نے گزشتہ روز جنوبی شر آئیوسان کے مضائقات میں دو بستیوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ ایک دوسرے حریت پسند گروپ کے یکپ پر سرکاری فوج کے چڑی کے بھی پہا کر دیا۔

(روز نامہ جنگ لاہور، ۳ مئی ۲۰۰۰)

توہین رسالت کی سزا کا قانون اور برطانوی ایم پی

لاہور (پر) صوبائی وزیر قانون و انسانی حقوق و اقلیتی امور ڈاکٹر خالد راجح نے کہا ہے کہ پریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں تمام مشتری اوارے سیکھوں کو واپس کر دیے جائیں گے۔ اس پروگرام پر مرحلہ وار عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت غیر مسلموں کو اقلیت نہیں بلکہ پاکستان کی حیثیت سے دیکھتی ہے۔ وہ برطانوی پارلیمنٹ کی ہیومن رائٹس کمیٹی کے ائم چیئرمین لارڈ ایرک ایوبی کے اعزاز میں اقلیتی مشاورتی کونسل پنجاب کی طرف سے دیے جانے والے ایک استقبالی میں خطاب کر رہے تھے۔ برٹش پارلیمنٹ کی ہیومن رائٹس کمیٹی کے ائم چیئرمین لارڈ ایرک ایوبی نے کہا کہ ہم موجودہ حکومت کی اقلیتوں کے ساتھ ورکنگ ریلیشن شپ کی صورتحال سے مطمئن ہیں انہوں نے حکومت کی طرف سے تکلیف انتخابات کے فیصلے کو سراحتی ہوئے اس امر پر خوشی کا اعلیماں کیا کہ چیف ایگزیکٹو نے توہین رسالت کے کیسوں میں پرو یکر کو بدلتے کے احکامات جاری کر کے اقلیتوں کا دریافت مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ لارڈ ایرک ایوبی نے کہا کہ وہ برطانیہ میں جاکر اپنی حکومت اور دیگر ممالک پر اس بات کا زور دیں گے کہ پاکستان کو کاسن و سلخ سے نہ نکالا جائے۔

پی پی آئی کے مطابق ایک ائم یو میں لارڈ ایرک ایوبی نے کہا کہ پاکستان میں جمیعت کے مستقبل کے بارے میں پر امید ہیں۔ بلکہ ایک ایکش کا اعلان اس حوالے سے پسلا قدم ہے۔ لارڈ ایرک نے انسانی حقوق کے حوالے سے جنگ پر دیز مشرف کی تقریر کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں

واشنگٹن (ریڈیو نیوزر فی وی رپورٹ رائے ایف پی) میں الاقوامی بلیتی فنڈ اور عالیٰ بجک کے سلامانہ اجلاس کے موقع پر دونوں ایاقی اواروں کی پالیسیوں اور فیصلوں کے خلاف بڑے بیانے پر اجتماعی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ واشنگٹن پولیس نے اب تک سات سو مظاہرین کو گرفتار کر لیا ہے، دس ہزار سے زیادہ مظاہرین نے آئی ایف کے ہیڈ کوارٹرز کے سامنے انسانی ہاتھوں کی طویل زنجیر بنائی، امریکی صدر کی سرکاری قیام گاہ وہاں پاؤں کے قریب تین سو مظاہرین اور پولیس کے درمیان بھرپور ہوئیں، چچ سو مظاہرین کو پختہ کے روز گرفتار کیا گیا تھا۔ گرفتار شدگان کو ہتھڑیاں لگا کر تربیب کھڑی سکول بسون میں سوار کر کے واشنگٹن کے جنوبی علاقہ میں پولیس کے تربیتی اواروں میں لے جا کر رکھا گیا۔ پولیس نے اتوار کے روز ہونے والے اجتماعی مظاہروں کے دوران آنسو گیس برسانے کے ساتھ لاثی چارج بھی کیا اور مظاہرین کو ڈنڈوں سے بھی زد و کوب کیا۔ ہزاروں مظاہرین نے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر انسانی زنجیر بنا لی۔ تشدی کے سلسلہ کا آغاز آئی ایف کے ہیڈ کوارٹرز کے مشرق میں پانچ سو مظاہرین اور پولیس کے درمیان تصادم سے ہوں۔ مظاہرین نے ایک زیر تعمیر عمارت سے آہنی سلاخیں اٹھا کر پولیس پر حملہ کرنے کو کوشش کی، پولیس نے جوابی کارروائی میں فوم کی گولیاں بھیجیں، مظاہرین آئی ایف ایف اور ورلڈ بجک کے اجلاس کی کارروائی میں کوئی خلل ڈالنے میں اب تک ناکام رہے ہیں۔ مظاہرین کا انتہام کرنے والے ایک گروپ کی جانب سے مظاہروں میں شریک افراد کی تعداد دس ہزار سے میں ہزار تھائی گئی ہے۔

(روز نامہ نوابے وقت لاہور ۱۸ اپریل ۲۰۰۰)

امریکی عدالت اور اسلامی قانون

نحو یارک (نمایندہ خصوصی) امریکی ریاست ور بیساکی عدالت نے حکومت کو دو مسلم خواتین کو فی کس سوالاکھ ڈالر ہر جانے کی ادائیگی کا حکم دے دیا۔ ۱۹۹۶ء میں دونوں خواتین کو برقع پن کر گھونٹے پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ دونوں پر الزام تھا کہ انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاک مقام پر اپنا سر اور منہ چھپا رکھا تھا۔ اس ریاست میں ملک اور نقاب پر پابندی ہے۔ جیوری نے فیصلہ دیا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے برقع لوڑھنے پر امریکی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ (روز نامہ نوابے وقت ۲۰ اپریل ۲۰۰۰)

منظارے کے دوران یکورنی فورس کا ایک رکن ہلاک اور چار رئیسی ہو گئے۔ ترجمان نے کما نجراں میں پہنچا اس وقت ہوا جب سعودی عرب میں غیر قانونی طور پر متین ایک غیر ملکی کو "کالا جادو" کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ کئی افراد گورنر کی رہائش گاہ کے گرد جمع ہو گئے اور اس شخص کی رہائی کا مطلبہ کیا اور کئی کارروں کو ٹاک لگا دی۔ انہوں نے گورنر کی رہائش گاہ پر فائزگی کی جس سے یکورنی فورس کا ایک رکن ہلاک اور تین زخمی ہو گئے۔ یکورنی فورس کا ایک اور رکن اس وقت زخمی ہوا جب گرفتار کیے جانے والے شخص کے گھر سے کسی نے گولی چلائی۔ ترجمان نے کما یکورنی فورس نے شری میں امن بحال کر دیا ہے، "تحقیقات شروع کر دی گئی ہے، مجرموں کو پکڑ کر پوچھ چکھ کے بعد اسلامی قانون کے مطابق مقدمہ چالایا جائے گا۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۳ مئی ۲۰۰۰)

### امریکہ میں ماتم پر پابندی

نبو یارک (نمائندہ خصوصی حفظ کیاں) امریکہ کی نبو یارک انتظامیہ نے حرم کے موقع پر ۱۰ سال سے کم عمر بچوں کے ماتم کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس طرح اب چلم کے موقع پر کم عمر بچے ماتم نہیں اور زنجیرنہیں نہیں کر سکیں گے۔ مقامی ادارے الجوئی سنسٹر نے اعلان کیا ہے کہ وہ ابتدائی مرحلے میں اس کے پابند ہوں گے تاہم وہ اس پابندی کو عدالت میں جھینجھ کریں گے اور مذہب و عقائد کی جو آزادی ہے، اس کو ضرور حاصل کریں گے۔ بتایا گیا ہے کہ نبو یارک انتظامیہ نے یہ پابندی اس سال عائد کی۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۲۹ اپریل ۲۰۰۰)

### ہاشمی رفسنجانی کا الزام

تران (آن لائن) ایران کے سابق صدر ہاشمی رفسنجانی نے اصلاح پسندوں پر اسلام مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ کہ اصلاح پسندوں کی شروع کردہ تحیک سے ۱۹۷۹ء کے اسلامی انقلاب کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ سابق ایرانی صدر نے تران یونیورسٹی میں خطاب کے دوران کہا کہ ملکی اصلاح پسند اور بدل عناصر اسلامی قوانین کے خلاف کاروائی میں مصروف ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ بدل عناصر حکمل کھلا اسلامی معاشرہ اور انقلاب کے اصولوں کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ رفسنجانی نے بعض جدت پسند صحابوں کو بھی کڑی تھیڈ کا شانہ بناتے ہوئے اپنی متعصب اور غیر ملکی ایجنت قرار دیا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ یہ عناصر طائفی طاقتی طاقتی کے ایران پر قبضے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۵ اپریل ۲۰۰۰)

### علامہ قبائلہ کے خطوط اور قادریانی

لاہور کے ایک اشاعتی اورہ نگاشن پاؤس نے "بعدو جدد آزادی پر ایک نظر" کے عنوان سے پہنچت جواہر محل نہو کی کتاب old letters A Punch of کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں مفکر پاکستان

یہاں موجودہ نظام خالص جمیوری نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ جنل پروری مشرف کے لیے ابھی بھالی جمیوریت کا ہائم نیبل بنا ممکن نہیں مگر وقت کردنے کے ساتھ یہ ممکن ہو جائے گا۔ انہوں نے کما پاکستان کو یہی بی بی پر دھنکا کر دینا چاہئے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۳ مئی ۲۰۰۰)

### یہودی طالبہ مسلمان ہو گئی

نبو یارک (نمائندہ خصوصی) امریکی ریاست نیو جرسی میں محبت کی شادی کی خاطر اسلام قبول نہ کرنے والی امریکیں یہودی طالب نے اسلامی تعلیمات سے متأثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ تعلیمات کے مطابق نیو جرسی ریاست میں ڈولی کو اپنے کاس فیلو البالی مسلمان احمد سے محبت ہو گئی۔ جب بات شادی تک پہنچنے والے کے والدین نے غیر مسلم لوگی سے شادی سے انکار کر دیا۔ احمد نے ڈولی سے کہا کہ وہ مسلمان ہو جائے تو محبت پر دوام چڑھ سکتی ہے لیکن ڈولی نے صاف انکار کر دیا کہ وہ شادی کی خاطر اپنا نامہ بہ تہذیل نہیں کر سکتی۔ اسی وجہ سے دونوں میں جدائی کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ بعد ازاں ڈولی نے اسلام کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی شروع کر دیں کہ احمد نے مذہب اسلام کے لیے مجھے تھکرا دیا ہے، آخر یہ مذہب کیا ہے۔ دوستوں سے معلومات اور کتابیں پڑھنے کے بعد ڈولی نے احمد کو خوشخبری سنائی کہ اس نے دائرۃ اسلام میں آئے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شادی کی خاطر نہیں لیکن اس لیے کہ میرے رسیج کے بعد مجھے علم ہوا کہ دنیا میں کی واحد مذہب ہے۔ نیو جرسی کے لام مسجد فیصل کے بعد مجھے علم ہوا کہ باخنوں مسلمان ہونے کے بعد ڈولی نے اپنا نام نور رکھ لیا جو عنتریب ماء اکتوبر میں نور احمد بنی والی ہیں۔ ڈولی نے اسلام قبول کرنے کے بعد جایا کہ وہ ایسا محسوس کر رہی ہے جیسے اس کی زندگی میں کوئی کمی تھی جو اب پوری ہو گئی ہے۔ دائرۃ اسلام میں آئے کے بعد وہ بست سکون محسوس کرتی ہیں۔ تماز اور قرآن پاک کا مطالعہ یا قائدگی سے کرتی ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۵ مئی ۲۰۰۰)

### سعودی عرب میں اسلامیوں کا مظاہرہ

لندن (ریڈیو روپورٹر اے ایف پی) سعودی عرب میں یمن کی سعد کے قریب نجراں کے مقام پر سینکڑوں اسلامی شیعہ مسلمانوں نے اپنی ایک مسجد بند کیے جانے کے خلاف گزشتہ روز اجتماعی مظاہرہ کیا۔ یہی بی بی کے مطابق سعودی عرب کی نہایتی پولیس اسلامی برادری کی مسجد میں داخل ہو گئی اور وہاں موجود کتابوں کو منبط کر کے مسجد بند کرنے کے حکم کیا تو اسلامی برادری سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں مسلمان سڑکوں پر نکل آئے۔ مظاہرہ کئی کھنثے جاری رہا اور اس وقت شتم ہو جب نجراں کے گورنر شہزادہ مشعل بند سعید بن عبد العزیز نے مظاہرین کے وفد سے مذاکرات کیے۔ اے انج پاک کے مطابق سعودی وزارت داخلہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ

## تو ہین رسالت کی سزا کے قانون میں تبدیلی انصاف کے تقاضوں کے منافی ہے شہدائے بالا کوٹ نے وطن کی آزادی اور اسلام کے نفاذ کیلئے قربانیاں دیں

جامعہ حنفیہ قادریہ لاہور میں تقریب سے مولانا زاہد الرashدی اور قاری جمیل الرحمن اختر کا خطاب

کرنا بھی انسانی حقوق میں شامل ہو گیا ہے۔ اس سے مغربی قوتیں اور ناجائز بدوہا لئے  
والی لادیں سے ہمارا سوال ہے کہ انہوں نے تو ہین لورگستاخی کو کب سے انسانی  
حقوق کی فہرست میں شامل کر لیا ہے؟

مولانا زاہد الرashدی نے اس موقع پر شہدائے بالا کوٹ کو خراج  
عقیدت پیش کرتے ہوئے کہ امیر المؤمنین سید احمد شہید، حضرت شاہ  
امائیں شہید اور ان کے قافلہ نے صرف برطانوی استعمار کے تسلط کے  
خلاف مسلح جدو جمد کا آغاز کیا لیکن پشاور کے سوہے میں اقتدار حاصل ہونے پر  
مکمل اسلامی نظام نافذ کر کے بتایا کہ مجاہدین آزادی کی جدو جمد اور قربانیاں کا  
اصل مقصد اس خط میں خلافت اسلامیہ کا احیاء اور اسلامی نظام کا عملی نفاذ ہے  
اس لیے جب تک پاکستان میں مکمل طور پر اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں نہیں آ جاتا  
اس وقت تک مجاہدین آزادی کی جدو جمد کا تسلسل قائم ہے اور ہماری ذمہ داری  
ہے کہ جماد آزادی کی نظریاتی تکمیل تک اپنی جدو جمد کو جاری رکھیں۔

پاکستان شریعت کو نسل سوبہ پنجاب کے سکرٹری جزل مولانا  
قاری جمیل الرحمن اختر نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء حق  
نے ہر دور میں کفر اور باطل کی قوتیں کو لالکارتے ہوئے اسلام کی سر بلندی اور  
حق کی بالادستی کے لیے جدو جمد کی ہے اور آج بھی ان کی یہ جدو جمد جاری ہے  
انہوں نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کی جدو جمد شہدائے بالا کوٹ کی عظیم  
تحریک آزادی کا ہی تسلسل ہے اور انہوں نے حضرت شیخ الحند مولانا محمود  
حسن دیوبندی کی جدو جمد کو تکمیل تک پہنچایا۔ اس لیے علماء حق طالبان کی  
مکمل حمایت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

پاکستان شریعت کو نسل کے سکرٹری جزل مولانا زاہد الرashdی نے کہا  
ہے کہ تو ہین رسالت کی سزا کے قانون کا طریقہ کار تبدیل کرنے کی سرکاری تجویز  
قانون انصاف کے تقاضوں کے منافی ہے اور اس طریقہ کار کو اس سے قبل ملک  
کے قانونی حلقوں متفق طور پر مسترد کر لے گے۔ جامعہ حنفیہ قادریہ لاہور میں  
پاکستان شریعت کو نسل کے زیر اہتمام شہدائے بالا کوٹ کی یاد میں منعقد ہونے والی  
ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قتل کے جرم میں ایک  
عرضہ تک ہمارے ہاں یہ طریقہ کار راجح تھا کہ قتل کا مقدمہ سیشن کوڑت میں  
باشناط پیش ہونے لور ملزم پر فرد جرم عائد کرنے سے پسلے درجہ والی کامیابی تھی اس  
کیس کی چیزیں ہیں کہ تھا اور اس کی طرف سے تو ہیت کے بعد وہ مقدمہ سیشن  
کوڑت میں پیش ہونے کے قابل سمجھا جاتا تھا مگر ۲۷ء کی قانونی اصلاحات میں اس  
طریقہ کار کو قانون پر عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹ قرار دیتے ہوئے ختم کر دیا گیا تھا جبکہ  
اب حکومت اسی طریقہ کار کو تو ہین رسالت کی سزا کے قانون میں اختیار کر کے  
ایف۔ آئی آر کے اندر اس کو ڈپٹی کمشٹر کی منظوری کے ساتھ مشروط کر رہی ہے جو  
۲۷ء کی قانونی اصلاحات کی رو سے انصاف کی راہ میں رکاوٹ کے متاثر ہے  
انہوں نے کہا کہ موت کی سزا صرف تو ہین رسالت کے جرم میں نہیں ہے بلکہ  
قتل، دیکتی، نشیات فروشی لور گیر کنی جرام میں بھی موت کی سزا موجود ہے اس لئے  
ان میں سے صرف تو ہین رسالت کی سزا کے قانون کا طریقہ کار تبدیل کرنے کا  
مطلوب یہ ہے کہ ہین الاقوای دبلو ہور این جی لوڑ کے موقف کو قبول کرتے ہوئے اس  
شرعی قانون کو غیر مؤثر بنا لیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تو ہین رسالت پر سزا  
کے قانون کو انسانی حقوق کے منافی قرار دے کر اس کی تبدیلی کا مطلب اس کیا جاتا ہے تو  
فطری طور پر یہ سوال ڈھنوں پر انصرت ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تو ہین

### پاکستان شریعت کو نسل

ملک میں اتحادیں اور اقتدار کی تکمیل سے الگ ہے ہوئے ملکی، فکری ہیادوں پر نفاذ اسلام میں جو جہد میں مصروف ہے اور علماء کرام، دینی ہمارکوں اور طلبہ کی حسن سازی کے لیے کام کر رہی ہے۔  
ملک کی تہذیب و ترقی، جامعتوں، علمی مرکزوں اور دینی ہمارکوں سے ہماری اوقیان ہے کہ دعا

علماء اسلام میں نفاذ اسلام کا راست روکنے والی لادیوں اور قوتیں کی سرگرمیوں سے اکاہی مصلحت کرنے کی کوشش کریں۔

باعظی اقسام و تغییرات اختر اس عمل کی خصائص فروع دیں اور ایک دوسرے سے تفاوت کریں۔

این جی لوڑ، سکی مشتریوں اور یکوڑ لادیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔

اسلامی اخمام کی ضرورت و اقدامت سے عامہ الناس کو اگاہ کرنے کے لیے ملتیم پدھر جد کریں۔

پاکستان شریعت کو نسل اس سلسلہ میں بروائی تھا، علمی سرکاری علماء کرام اور ہمارکوں سے تھاون کے لئے بروافت حاضر ہے۔

## شوریٰ سے ولایت فقیہ تک

**تذکرہ۔ اسے اختر شاہ امر و ہوی مطہری**

شیخ اللہ حضرت مولانا احمد حسین دیوبندی قدس اللہ سرہ العزز کے شاگردوں میں حضرت مولانا محمد اختر شاہ خان امر و ہوی مطہری کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے جنہوں نے میرٹھ کے مدرسہ امداد الاسلام میں مدتوں دینی علوم کی تدریس و تعلیم کی خدمات سرانجام دیں اور ان کا شمار اپنے دور کے ممتاز علماء خطباء اور شعراء میں کیا جاتا ہے۔ ان کے شاگرد علامہ محمد اسحاق القاکی میرٹھی نے ان کی حالات زندگی اور فیضات کو مرتب کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اس میں حضرت مرحوم کا مجموعہ کلام بھی شامل ہے۔

ایک سو میں صفحات پر مشتمل اس کتابچہ کی قیمت پچاس روپے ہے اور ملٹے کا پتہ یہ ہے: المکتبۃ القيمه ۱۳۰۸ھ سی نشر کرشل ایریا، پی ای سی ایچ ایس، کراچی، کوڈ نمبر ۵۳۰۰۔  
جاری ہے

### احادیث شریفہ سے منتخب پیاری دعائیں

حضرت مولانا محمد اسحاق میرٹھی نے جناب سرور کائنات ملکہم کی احادیث شریفہ میں سے روز مرہ کا ذریعہ سو سے زائد دعاؤں کا ایک خوبصورت انتخاب پیش کیا ہے جس میں اہم موقع اور ضروریات کے خواہ سے منسون دعائیں شامل ہیں۔ اس کے صفحات سانچھے ہیں اور اسے بھی مکتبہ قیدہ کے مندرجہ بالا یورپیس سے مکملوایا جا سکتا ہے۔  
کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے؟

ممتاز محقق میحیت مولانا عبد الطیف مسعود نے سول صفحات پر مشتمل اس پوچھت میں حضرت عیین علیہ السلام کے بارے میں سیکھوں کے اس عقیدہ کا تحقیقی جائزہ لیا ہے کہ وہ (نحوہ پالش) خدا کے بیٹے ہیں۔ مولانا موصوف نے بائیل کے متعدد حوالوں سے یہ بات واضح کی ہے کہ ”خدا کا بیٹا“ ہونے کا یہ تصور سمجھی امت میں کیسے آیا اور بائیل میں کن کن حضرات کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ یہ مضمون عالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری بلغ روڈ ملکان سے طلب کیا جا سکتا ہے۔

مشور عرب دانش در اور محقق الاستاذ احمد الکاتب نے اہل تشیع کے سیاہ انکار و نظریات کا تاریخی اور علمی تجزیہ کرتے ہوئے ”تطور الفکر السیاسی الشیعی من الشوری الى ولایة الفقیہ“ کے عنوان سے ایک مضمون صحیح مقالہ تحریر کیا ہے جس میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بزرگوں نے عمومی شوری کی اہمیت پر نور دیتے ہوئے قرن اول میں جو سیاہ فکر پیش کیا تھا وہ کس طرح رفتہ رفتہ اہل بیت کے دائرة میں محدود مقصود اور منصوص نامست کی محل اختیار کر گیا اور اب اس نے ایران میں ولایت فقیر کی دستوری حیثیت حاصل کر لی۔ یہ کتاب دارالشوری لندن

51 ROBERT OWENHOUSE LONDON SW66JB

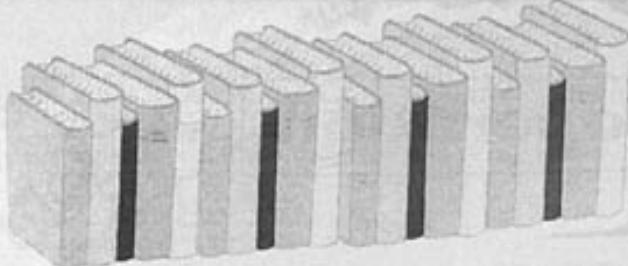
نے چند برس پیشتر شائع کی تھی اور راقم الحروف کی شدید خواہش تھی کہ کوئی اوارہ اس کے اردو ترجمہ اور اس کی اشاعت کا اہتمام کر دے تو یہ اہل علم کے کام کی چیز ہے۔ محمد اللہ تعالیٰ دارالشوری لندن نے ہی اس کا اہتمام کر دیا ہے اور یہ اردو ترجمہ سازی چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل خوبصورت اور معیاری کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

اسلام کے سیاہ نظام اور اہل تشیع کے سیاہ موقف سے دل چسی رکھنے والے ارباب علم و دانش کے لیے یہ گرماں قدر خفہ ہے اور اس کے پارے میں پوسٹ بکس نمبر ۱۳۲۰ اسلام آباد کے ایمروں سے بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

### قادیانیت کش

تحریک ختم نبوت کے لیے سرگرمی سے کام کرنے والے پر جوش نوجوان جناب محمد طاہر رضا قادیانیت کے حوالہ سے وقارہ ”فقہ“ مختصر کتابچے اور پوچھت شائع کرتے رہتے ہیں جو عوامی سطح پر قادیانیت کو بے قاب کرنے کے لیے بہت منید ہیں اور ضروری معلومات پر مشتمل ہیں۔

ان میں سے چند اہم رسائل کو ”قادیانیت کش“ کے عنوان سے یک جا شائع کیا گیا ہے جس کے صفحات ذریعہ سو سے زائد ہیں اور یہ مجموع خوبصورت تائیل اور مطبوع جلد کے ساتھ مزین ہے۔ اس کی قیمت ۸۰ روپے ہے اور اسے عالی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری بلغ روڈ ملکان سے طلب کیا جا سکتا ہے۔



# ہماری دینی کتب

- 25- دین مبین فی ار بعین
- 26- سود کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اعلان جگ
- 27- دعا
- 28- عذاب قبر کے اسباب
- 29- مومن کے لیل و نمار
- 30- حقوق والدین
- 31- قرآن مجید ایک عظیم نعمت
- 32- مسوک کی شرعی حیثیت
- 33- احادیث نبوی ﷺ (اصح)
- 34- فدیہ، قضاء اور کفارے
- 35- تعلیمی چهل احادیث مبارکہ
- 36- ایصال ثواب کا آسان طریقہ
- 37- بخسورہ (مترجم)
- 38- اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں
- 39- چھل احادیث مبارکہ (جن کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے)
- 40- جہاد فی سبیل اللہ
- 41- سورۃ شعبان
- 42- اسماء الحسنی (ایلو موئیم اور شہنشہ کے فریم میں)
- 43- اسماء النبی ﷺ (ایلو موئیم اور شہنشہ کے فریم میں)
- 44- Our Prayer (English) (زیر طبع)
- 45- الایمان کی شاخیں (ایلو موئیم اور شہنشہ کے فریم میں) (زیر طبع)
- 46- زکوٰۃ کیسے ادا کریں (زیر طبع)
- 47- موت کے وقت شیطان کے بیکاوے (زیر طبع)

- 1- توحید مبارک (کاروڑ)
- 2- رسول اللہ ﷺ کی سنتیں
- 3- پیارے نبی ﷺ کی پیاری چاہت
- 4- اپنے گھروں کو چاہیے
- 5- ٹی وی کی تباہ کاریاں
- 6- فرائیں نبوی ﷺ
- 7- رمضان المبارک کے فضائل، مسائل
- 8- قربانی کے مسائل، فضائل
- 9- مسجد کے احکام، آداب
- 10- درودو سلام کا مقبول و نظیفہ
- 11- ہماری نماز
- 12- توبۃ النصوح
- 13- حب مصطفیٰ ﷺ اور جنت کی راہ
- 14- الایمان
- 15- پچی کہانیاں، ۱ چھپی روایات
- 16- قبر کی زندگی اور موت کے چند مناظر
- 17- چھل احادیث مبارکہ
- 18- نمازیں سنت کے مطابق پڑھیں
- 19- سبق آموز کہانیاں
- 20- منزل
- 21- ونطاں المبنی
- 22- شہیلہ والے کی نماز
- 23- اصلاحی کہانیاں
- 24- نیل پالش سے وضو کیوں نہیں ہوتا

# او صاف

ہفتہ 29 اپریل 2000ء 23 محرم 1421ھ

## محترمہ بینظیر بھٹو کی خام خیالی

اور نصف کا خاکہ قرار دے کر ستر کروائیا تبدیل سلم  
ملاء نے سائنس اور اس کے اکتشافات کے خلاف  
خواز آرائی نہیں کی بلکہ اس موضوع پر کہیں کہیں  
گئیں اور مقاولات پیش کئے گئے کہ سائنس کا نام بہ  
خوازی میں اسے شرافت نہیں دیا جائے بلکہ اس کے بر عکس  
تھلک اخراج نہیں۔ بے تعلق بھٹو ایسا کہا ہے کہ اس قرآن کریم اور حجاتی اسلام کے  
معنی کے مسلم ملاء نے خدا کی طرف انسان کے سفر  
کے معنی کے مسجد اور مساجد میں اور مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں  
کو جاتا ہے اور جو اس کے مسجد اور مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں  
ہوں گے اسی کو حضرت سلیمان کے تجزیاتی ہوائی قوت کی  
جائزہ نہیں ہے جو اسی میں مسجد اور مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں  
جائزہ نہیں ہے اور جو اسی میں مسجد اور مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں مساجد میں  
اور جو اسی میں مسجد اور مساجد میں  
کی اس کرامت کی تائید سمجھا جس کے ذریعہ انہوں  
نے مدینہ منورہ سے بڑا دوں میل دور خواز جلت پر  
حضرت ساریہؐ کو جگ کی صورت حال سے آکا کیا تھا  
اس نے اسلام اور سائنس کے درمیان تصادم اور  
خرازوں کی وہ فضایہ اسے ہو گئی تو یوں رپ کی تجزیات اور  
سائنس انوں کے درمیان صدیوں تک میدان کا رہا۔  
کارروائی رہی۔

محترمہ بے نظر بھٹو کا یہ ارشاد بجا ہے کہ عام  
اسلام میں مسجد اور ریاست یا ذہب اور ریاست کے  
درمیان تعلق منقطع کرنے کی کوشش کامیاب نہیں  
ہو سکی یعنی اسیں یہ موقع ہے کہ آنکھہ شایہ ایسا  
ہو جائے اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنے ذکرہ  
خطاب میں مسلم اسلام کی موجودہ صورت حال کو ایک  
ارتقائی مرحلہ قرار دیا ہے لیکن ہم یہد اپ اپ  
محترمہ سے یہ ورث کرنا چاہیں گے کہ وہ اس خیال خام  
کو ذہن سے بھی جلدی مکن ہونا کہ دیں کہ ایسا  
ہونا ممکن نہیں۔ اسلام ایک زندہ طاقت و رہنماؤ اور  
محکم قلدری حیات ہے جس نے یہ ہائل قلدری کو قلت  
فاس دینے کے بعد سائنس کو بھی اپنے مقابلہ مفت  
آرائی کا موقع نہیں دیا اور ابھی صرف کے سکار  
ہاتی اگلے منی پر



## مولانا زاہد الرashdi

گواہ محترمہ بے نظر بھٹو کے نزدیک عالم اسلام کا  
سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ مسلم دنیا اپنی اجتماعی زندگی  
میں ذہب اور مسجد کے کوادر سے دست بردار نہیں  
سوچ رکھتے وہی تصریح کرتے ہوئے مفترمہ بے  
ہو سکی اس نے کوہ مونہورہ حلکات سے دوچار ہے اور  
اگر مسلمان یوں رپ کی طرح ذہب کو اجتماعی زندگی سے  
بے دخل کر دیتے تو وہ بھی مغلی اقوام کی طرح ترقی  
یافت ہوتے تو خجال ہوتے اور زندگی کے پیدا  
و ساکن اور اسلوب سے بسرو ہوتے اس پر یہ سوال  
اگر کچھ اپنی جگہ موجود ہے کہ ترکی نے تو ذہب کو گزشت  
پان صدی سے اپنی اجتماعی زندگی سے بے دخل  
کر رکھا ہے اور اس سے دلکی کو طاقت کے ذریعہ ہام  
رکھنے کی بدستور کوشش کی باری ہے جسیکہ جری کے  
سوچیدہ صدر حجات سلیمان زیمیل نے قرآن کریم کی  
کسی اصول کا پابند نہیں، باحتا اور چیخ کی رائے کو ہر علم اور نئے الکار کے ساتھ چیخ کی خواز آرائی اور  
معاملہ میں عرف آخری نیتیت مالکیت میں دوستی تھی اسی حاصلت کا ماحصل اسی کی اور چیخ کی نگست خود، مفر  
دو ہے جس اس کے پابند ترکی نے جو پری یونیورسٹی میں

## نوائے قلم

فلسفہ سے اس کی آخری اور فصل کو خواز آرائی ہے  
جس میں اسلام کی فلسفہ اور علمی کے امکانات میں روشن  
کی طرح ہو یہاں ہوتے جا رہے ہیں اس نے فکر  
خوارہ مغلی فلسفہ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں جائے  
اسلام کے سایہ عالمیت میں آبا اس کے اب اس کے  
سو اور کوئی محفوظ نہیں ہے۔

محترمہ بے نظر بھٹو نے ازشت دونوں آسوسورز  
و خداوی میں ایک مبادلہ میں سلیمان مفترمہ کے طور پر  
خطاب کرتے ہوئے ہو چکے کہا ہے وہ اگرچہ ان کی  
طرف سے کوئی حق بھٹو کے نام سے میتوں سے میتوں سے  
یہ سب کچھ کہ پچلی ہیں لیکن اسلام اور مغرب کے  
درمیان روز افرزوں اور تجزیے سے بڑھی ہوئی کلنش  
کے عالیہ تاثریں اس کی اہمیت پہلے سے بڑھ گئی ہے  
مبادلہ کا عنوان تھا کہ

"اس ایوان کی رائے میں اسلام اور مغرب کے  
درمیان ہاتھے بے اہم صکن نہیں"

اس موضوع پر خطاب کرتے ہوئے مفترمہ بے  
نظر بھٹو نے ہوپات بطور اصول کی وجہ ہے کہ  
"مغرب نے چیخ اور ریاست یا ذہب اور  
رباست کے درمیان جگہ بہت پلے جیت لی تھی لیکن  
اسلام ابھی یہ بھگ نہیں جیت سکا اور سی حامل اسلام  
کی خاصیں، مکروریوں اور ناکامیوں کا سب سے اہم  
سبب ہے۔"

REGD. NO.  
CPL 368

Fortnightly

**AL-SHARIA**

Gujranwala

**E-mail**

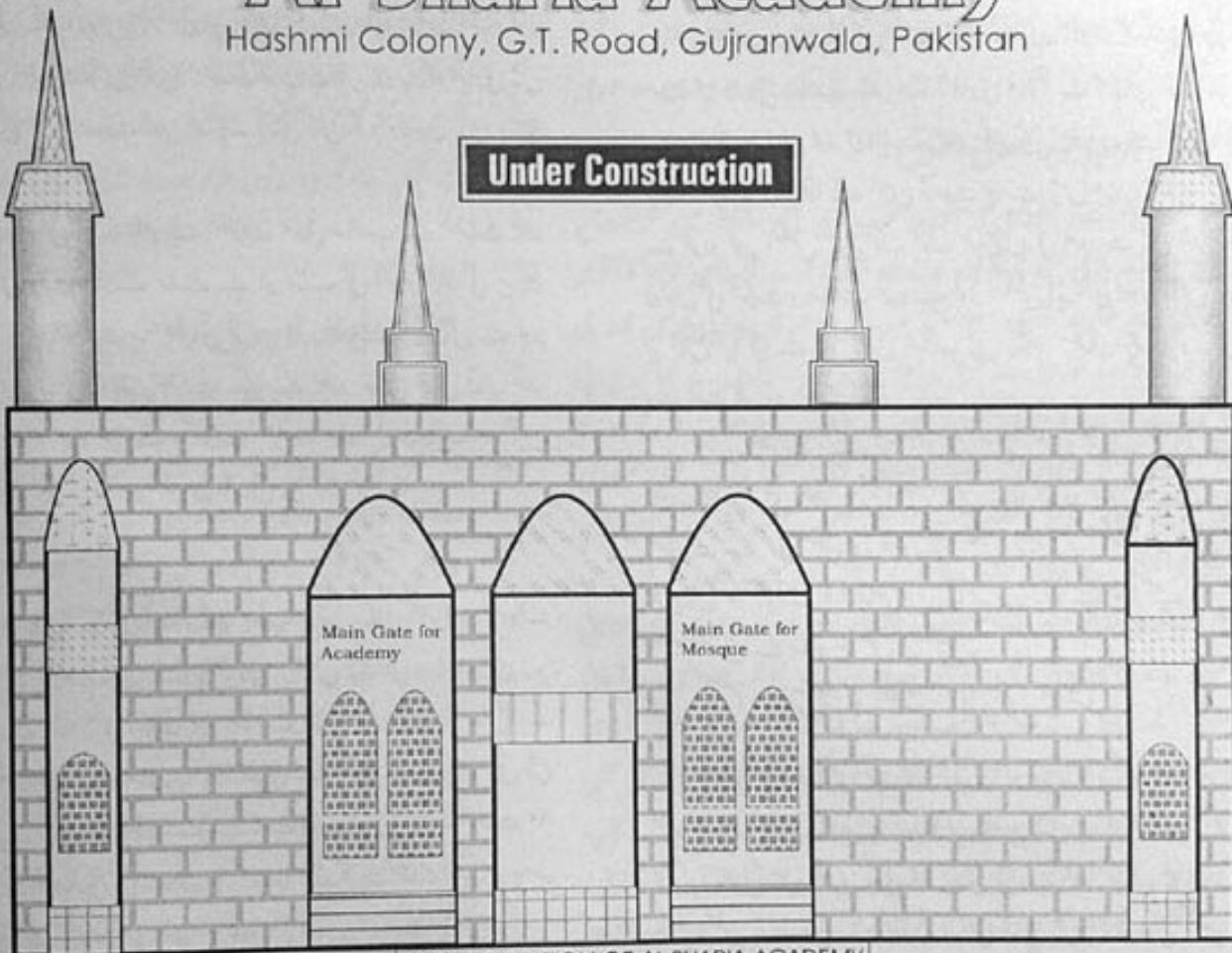
alsharia@  
hotmail.com

## Appeal for Co-operation

### Al-Sharia Academy

Hashmi Colony, G.T. Road, Gujranwala, Pakistan

**Under Construction**



FRONT ELEVATION OF AL-SHARIA ACADEMY

#### Details of the Project :

Number of Stories      3  
Covered Area            16,128.00 Sq. ft.  
Estimated Cost          10.00 Million Rupees

#### Features of the Project :

Khadijat-ul-Kubra Mosque, Madrasat-ul-Banat,  
Quran Hall, Library, Free Dispensary,  
Offices and Hostals.

#### Under the Supervision of :

ARKITEKTON ASSOCIATES  
115-b/6 Muhafiz Town, Grw. Pakistan.  
Tel : 92-431-283741

#### Under the Administration of :

Abu Ammar Zahid-ur-Rashdi  
Khatib Central Mosque, Grw.  
Pakistan, Tel/Fax : 92-431-219663

A/C No : "Al-Sharia" 1260, Habib Bank Ltd. Branch Bazar Thanewala, Gujranwala, (Pak)

E-mail : al-sharia@hotmail.com

P.O. Box 331, Gujranwala, Pakistan.